بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly
BADAR Qadian

ایڈیٹر: منصور احمد

❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁❁

ارشاد باری تعالیٰ

جب قرض کا لین دین کرو تو اُسے لکھ لیا کرو

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ......وَاللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ عَلِیۡمٌ ○ ﴿سُوۡرَۃُ الۡبَقَرَۃ: 283﴾

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! جب تم ایک معیّن مدت تک کے لئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو اور چاہئے کہ تمہارے درمیان لکھنے والا انصاف سے لکھے۔ اور کوئی کاتب اِس سے انکار نہ کرے کہ وہ لکھے۔ پس وہ لکھے جیسا اللہ نے اُسے سکھایا ہے۔ اور وہ لکھوائے جس کے ذمہ (دوسرے کا) حق ہے، اور اللہ اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرے، اور اس میں سے کچھ بھی کم نہ کرے۔ پس اگر وہ جس کے ذمہ (دوسرے کا) حق ہے بے وقوف ہو یا کمزور ہو یا استطاعت نہ رکھتا ہو کہ وہ لکھوائے تو اُس کا ولی (اس کی نمائندگی میں) انصاف سے لکھوائے۔ اور اپنے مَردوں میں سے دو کو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور اگر دو مرد میسر نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (ایسے) گواہوں میں سے جن پر تم راضی ہو۔ (یہ) اس لئے (ہے) کہ ان دو عورتوں میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد کروادے۔ اور جب گواہوں کو بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ اور (لین دین) خواہ چھوٹا ہو یا بڑا اُسے اس کی مقررہ میعاد تک (یعنی مکمل معاہدہ) لکھنے سے اکتاؤ نہیں۔ تمہارا یہ طرزِ عمل خدا کے نزدیک بہت منصفانہ ٹھہرے گا اور شہادت کو قائم کرنے کے لئے بہت مضبوط اقدام ہوگا، اور اس بات کے زیادہ قریب ہوگا کہ تم شکوک میں مبتلا نہ ہو۔ (لکھنا فرض ہے) سوائے اس کے کہ وہ دست بدست تجارت ہو جسے تم (اسی وقت) آپس میں لے دے لیتے ہو۔ اس صورت میں تم پر کوئی گناہ نہیں کہ تم اسے نہ لکھو۔ اور جب تم کوئی (لمبی) خرید و فروخت کرو تو گواہ ٹھہرا لیا کرو۔ اور لکھنے والے کو اور گواہ کو (کسی قسم کی کوئی) تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اگر تم نے ایسا کیا تو یقیناً یہ تمہارے لئے بڑے گناہ کی بات ہوگی۔ اور اللہ سے ڈرو جبکہ اللہ ہی تمہیں تعلیم دیتا ہے۔ اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

❁ جلد 75 ❁ شمارہ 17 ❁ 23 اپریل 2026ء ❁ 23 شہادت 1405 ہجری شمسی ❁ 05 ذوالقعدہ 1447 ہجری قمری (www.akhbarbadr.in)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قرض کی ادائیگی کے لئے دُعا

عَنۡ اَبِیۡ ہُرَیۡرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ یَتَقَاضَاہُ فَاَغۡلَظَ لَہٗ، فَھَمَّ بِہٖ اَصۡحَابُہٗ فَقَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ دَعُوۡہُ فَاِنَّ لِصَاحِبِ الۡحَقِّ مَقَالًا، ثُمَّ قَالَ: اَعۡطُوۡہُ سِنًّا مِثۡلَ سِنِّہٖ، قَالُوۡا: یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ لَا نَجِدُ اِلَّا اَمۡثَلَ مِنۡ سِنِّہٖ، قَالَ: اَعۡطُوۡہُ فَاِنَّ خَیۡرَکُمۡ اَحۡسَنُکُمۡ قَضَاءً۔

(مسلم کتاب البیوع باب من استسلف شیئًا فقضی خیرًا منہ)

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ آپؐ سے قرض ادا کرنے کا تقاضا کیا اور بڑی گستاخی سے پیش آیا۔ آپؐ کے صحابہؓ کو بڑا غصّہ آیا اور اسے ڈانٹنے لگے حضورؐ نے فرمایا۔ اسے کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے لینا ہو وہ کچھ نہ کچھ کہنے کا بھی حق رکھتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا اسے اس عمر کا جانور دے دو جس عمر کا اس نے وصول کرنا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس وقت تو اس سے بڑی عمر کا جانور موجود ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہی دے دو کیونکہ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنا قرض زیادہ عمدہ اور اچھی صورت میں ادا کرتا ہے۔

عَنۡ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَنَّ مُکَاتَبًا جَآءَہٗ فَقَالَ: اِنِّیۡ عَجِزۡتُ عَنۡ کِتَابَتِیۡ فَاَعِنِّیۡ قَالَ: اَلَا اُعَلِّمُکَ کَلِمَاتٍ عَلَّمَنِیۡہِنَّ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ: لَوۡ کَانَ عَلَیۡکَ مِثۡلُ جَبَلٍ دَیۡنًا اَدَّاہُ اللّٰہُ عَنۡکَ، قُلۡ: اَللّٰھُمَّ اکۡفِنِیۡ بِحَلَالِکَ عَنۡ حَرَامِکَ وَاَغۡنِنِیۡ بِفَضۡلِکَ عَمَّنۡ سِوَاکَ۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب جامع الدعوات)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک مکاتب غلام آیا اور عرض کیا زرِ کتابت یعنی فدیہ آزادی ادا کرنے سے قاصر ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا۔ کیا میں تجھے ایسے کلمات نہ بتاؤں جو مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے اور فرمایا تھا کہ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو تو اللہ تعالیٰ اس دُعا کی برکت سے اس کے ادا کرنے کے سامان کر دے گا تم یہ دُعا مانگا کرو۔ ’’اے میرے اللہ! تیرا دیا ہوا حلال رزق میرے لئے کافی ہو حرام رزق کی مجھے ضرورت نہ پڑے یعنی مجھے حلال رزق دے۔ حرام رزق سے بچا اور اپنے فضل سے مجھے اپنے سوا دوسروں سے بے نیاز اور مستغنی کر دے‘‘ یعنی کبھی دوسروں کا محتاج نہ بنوں۔ (بحوالہ حدیقۃ الصالحین، حدیث نمبر 832و835)

تبرکات حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام

انسان کو چاہئے کہ اپنے معاش کے طریق میں کفایت شعاری مدنظر رکھے تا کہ سُودی قرض اُٹھانے کی نوبت نہ آئے

جو خدا تعالیٰ پر توکل کرتا ہے۔ خدا اس کا کوئی سبب پردہ غیب سے بنا دیتا ہے افسوس کہ لوگ اس راز کو نہیں سمجھتے کہ متقی کے لیے خدا تعالیٰ کبھی ایسا موقع نہیں بناتا کہ وہ سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو۔ یاد رکھو جیسے اور گناہ ہیں مثلاً زنا چوری ایسے ہی یہ سود دینا اور لینا ہے۔ کس قدر نقصان دِہ یہ بات ہے کہ مال بھی گیا حیثیت بھی گئی اور ایمان بھی گیا۔ معمولی زندگی میں ایسا کوئی امر ہی نہیں کہ جس پر اتنا خرچ ہو جو انسان سودی قرضہ لینے پر مجبور ہو مثلاً نکاح ہے۔ اس میں کوئی خرچ نہیں۔ طرفین نے قبول کیا اور نکاح ہو گیا۔ بعد ازاں ولیمہ سنت ہے۔ سو اگر اس کی استطاعت بھی نہیں تو یہ بھی معاف ہے۔ انسان اگر کفایت شعاری سے کام لے تو اس کا کوئی بھی نقصان نہیں ہوتا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لوگ اپنی نفسانی خواہشوں اور عارضی خوشیوں کے لئے خدا تعالیٰ کو ناراض کر لیتے ہیں جو ان کی تباہی کا موجب ہے۔ دیکھو سود کا کس قدر سنگین گناہ ہے۔ کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں۔ سُور کا کھانا تو بحالتِ اضطرار جائز رکھا ہے چنانچہ فرماتا ہے فَمَنِ اضۡطُرَّ غَیۡرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَاۤ اِثۡمَ عَلَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ یعنی جو شخص باغی نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر کوئی گناہ نہیں اللہ غفور رحیم ہے مگر سُود کے لیے نہیں فرمایا کہ بحالتِ اضطرار جائز ہے بلکہ اس کے لیے تو ارشاد ہے یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ○ فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ ۚ اگر سُود کے لین دین سے باز نہ آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کا اعلان ہے۔ ہمارا تو یہ مذہب ہے کہ جو خدا تعالیٰ پر توکّل کرتا ہے۔ اُسے حاجت ہی نہیں پڑتی۔ مسلمان اگر اس ابتلا میں ہیں تو یہ ان کی اپنی ہی بدعملیوں کا نتیجہ ہے۔ ہندو اگر یہ گناہ کرتے ہیں تو مالدار ہو جاتے ہیں مسلمان یہ گناہ کرتے ہیں تو تباہ ہو جاتے ہیں۔ خَسِرَ الدُّنۡیَا وَالۡاٰخِرَۃَ کے مصداق پس کیا ضروری نہیں کہ مسلمان اس سے باز آئیں۔

انسان کو چاہئے کہ اپنے معاش کے طریق میں پہلے ہی کفایت شعاری مدنظر رکھے تا کہ سُودی قرضہ اٹھانے کی نوبت نہ آئے جس سے سُود اصل سے بڑھ جاتا ہے۔ ابھی کل ایک شخص کا خط آتا تھا کہ ہزار روپیہ دے چکا ہوں ابھی پانچ چھ سو باقی ہے پھر مصیبت یہ ہے کہ عدالتیں بھی ڈگری دے دیتی ہیں۔ مگر اس میں عدالتوں کا کیا گناہ۔ جب اس کا اقرار موجود ہے تو گویا اس کے یہ معنے ہیں کہ سُود دینے پر راضی ہے پس وہاں سے ڈگری جاری ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ بہتر تھا کہ مسلمان اتفاق کرتے اور کوئی فنڈ جمع کر کے تجارتی طور پر اُسے فروغ دیتے تا کہ کسی بھائی کو سُود پر قرضہ لینے کی حاجت نہ ہوتی بلکہ اسی مجلس سے ہر صاحب ضرورت اپنی حاجت روائی کر لیتا اور میعادِ مقررہ پر واپس دے دیتا۔

(بدر جلد نمبر 7 مورخہ 6 رفروری 1908ء صفحہ 6) (بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد نمبر 1 صفحہ 390-389)

تفسیر کبیر سے اقتباس

آپس کے تعلقات خراب نہ کرو۔ قرض دیتے یا لیتے وقت قرآنی ہدایات کو ملحوظ رکھو

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورۃ البقرہ کی آیت نمبر 283 کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اوپر کی آیات میں قومی تباہی کا ایک بہت بڑا سبب اللہ تعالیٰ نے سود بتایا تھا۔ اب دوسرا سبب قومی تنزل کا یہ بتاتا ہے کہ لین دین کے معاملات میں احتیاط سے کام نہیں لیا جاتا۔ قرض دیتے وقت تو دوستی اور محبت کے خیال سے نہ واپسی کی کوئی میعاد مقرر کرائی جاتی ہے اور نہ اُسے ضبط تحریر میں لایا جاتا ہے۔ اور جب روپیہ واپس آتا دکھائی نہیں دیتا تو لڑائی جھگڑا شروع کر دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مقدمات تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ اور تمام دوستی دُشمنی میں تبدیل ہو کر رہ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپس کے تعلقات کو خراب مت کرو۔ اور قرض دیتے یا لیتے وقت ہماری ان دو ہدایات کو ملحوظ رکھو۔ اوّل یہ کہ جب تم کسی سے قرض لو تو اس کی ادائیگی کا وقت مقرر کر لو۔ دوم روپیہ کا لین دین ضبطِ تحریر میں لے آؤ۔ اِس شرط کا ایک بڑا فائدہ تو یہ ہے کہ اِس طرح مقروض کو احساس رہتا ہے کہ فلاں وقت سے پہلے پہلے مَیں نے قرض ادا کرنا ہے۔ اور وہ اُس کی ادائیگی کے لئے جدوجہد کرتا رہتا ہے۔ اور پھر ایک اور فائدہ یہ ہے کہ قرض لینے والا ایک معیّن میعاد تک اطمینان کی حالت میں رہتا ہے اور اُسے یہ خدشہ نہیں رہتا کہ نہ معلوم قرض دینے والا مجھ سے کب اپنے روپیہ کا مطالبہ کر دے غرض اِس میں دینے والے کا بھی فائدہ ہے اور لینے والے کا بھی۔ قرض دینے والے کا فائدہ تو یہ ہے کہ مثلاً ایک مہینے کا وعدہ ہے تو وہ ایک مہینہ کے

باقی صفحہ نمبر 18 پر ملاحظہ فرمائیں

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 17 راپریل 2026 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔ احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

یاد رہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ یکم اپریل 2026ء سے 5:30 PM پر نشر ہو رہا ہے۔ احباب اس کے مطابق خطبہ جمعہ حضور انور سُننے اور سُنانے کا انتظام فرمائیں۔ (ادارہ)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

خطبہ عید الفطر

خطبہ عید الفطر سیّدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 20/مارچ 2026ء

- اگر ہم نے کوئی نیکی کی ہے تو اب ہم ان نیکیوں کو جاری رکھنے کے لیے مزید شکر گزاری کے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالائیں اور پھر اس سے مدد مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں آئندہ بھی مستقل مزاجی سے ان عبادات کو بجالانے کی توفیق عطا فرما۔ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم پر کبھی شیطان کا حملہ نہ ہو اور جو عبادتیں اور نیکیاں ہم نے رمضان میں کی ہیں وہ ضائع نہ ہوں تاکہ ہم عید کا حقیقی فیض پانے والے بنیں اور کوئی چور ہمارے اس خزانے پر نہ پڑے۔ پس جب ہماری یہ سوچ ہوگی تب ہی ہماری عیدیں کامیاب عیدیں ہوں گی
- ہم آج رمضان کے مہینے سے گزر کر عید منا رہے ہیں لیکن یہ عید ہمارے رمضان کے مہینے سے گزرنے پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے طور پر منانے والی ہونی چاہیے کہ اس نے ہمیں رمضان میں روزوں اور عبادت کی توفیق دی
- مَیں امید کرتا ہوں کہ احمدیوں کی اکثریت نے رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کی ہوگی تاکہ وہ تقویٰ میں بڑھیں، رشد اور ہدایت میں بڑھیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بڑھیں اور نیکیاں ادا کرنے کی طرف ان کی توجہ پیدا ہو
- اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں جو سورہ فاتحہ سکھائی ہے اور اسے بار بار پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے اور ہر نماز اور ہر رکعت میں اسے پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے تو یہ کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ ہم ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہنا ہے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی ہمیشہ کوشش کرنی ہے
- اس نکتے کو ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم رمضان کی برکات سے مستقل فیض پانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کے لیے کوشش کرنی ہوگی۔ مستقل اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانے ہوں گے، اس کی طرف چل کر جانا ہوگا، اس کی آغوش میں آنے کے لیے کوشش اور دعا کرنی ہوگی
- اے اللہ تعالیٰ! تُو نے ہمیں آج عید منانے کی توفیق دی ہے ہمارے روزوں کے بعد تُو نے ہم پر یہ فضل کیا ہے اب اس رمضان سے جڑی ہوئی تمام خوشیاں بھی ہمیں دکھا اور عید کی جو حقیقی خوشیاں ہوتی ہیں وہ بھی ہمیں دکھا۔ ہماری اصل عید تو وہ ہوگی جب ہم تیری توحید اور تیری حکومت کو دنیا میں قائم ہوتا دیکھیں گے۔ آج کل مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے ہر ایک کو پتہ ہے اور جب ہم اس قابل رحم حالت کو پُروقار حالت میں بدلتا دیکھیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے ہر فرد کے دل میں قائم ہوتا دیکھیں گے۔ آپؐ کے غلام صادق کے مشن کو پورا ہوتا دیکھیں گے اور دجالی قوتوں کی تمام طاقتوں کو پارہ پارہ ہوتا دیکھیں گے تبھی وہ حقیقی عید ہوگی جو ایک مومن کی عید ہوتی ہے ورنہ یہ صرف باتیں ہیں

- ہم صرف رمضان کے ایک مہینے میں یہ کوشش کر کے عید کی خوشیاں نہ منانے لگ جائیں کہ اب ہم نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا اور اب اللہ تعالیٰ ہمیں سب کچھ دے دے گا۔ یہ بالکل غلط بات ہے اور ایک مومن سے ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔ بلکہ مومن کو تو اس کوشش، عبادت، ذکر الٰہی، نیکی کی باتوں اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف ہمیشہ توجہ رکھنی ہوگی تبھی اس کا حقیقی فیض حاصل ہوگا
- شیطانوں، برائیوں اور گناہوں سے بچنے اور نیکیوں سے فیض پانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا ورد کرتا رہے۔ آج ہماری حقیقی عید تبھی ہوگی جب ہم اس شیطان کو مکمل طور پر اپنے سے دور کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آجائیں گے اور اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے ذریعہ بار بار مدد مانگتے رہیں گے
- اگر تم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو تمہارا فخر فضول ہے اور اگر کچھ کمایا ہے تو یاد رکھو! کہ اب ڈاکہ ضرور پڑے گا۔ اب تمہارے گھر میں خزانہ ہے جسے شیطان چرانے کی کوشش کرے گا
- آج ہم تو عید کی خوشیاں منا رہے ہیں لیکن حقیقی خوشی اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے اللہ تعالیٰ یہ عید ہم سب کے لیے دینی اور دنیاوی لحاظ سے مبارک فرمائے

خطبہ عید الفطر سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 20/مارچ 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

ہم آج رمضان کے مہینے سے گزر کر عید منا رہے ہیں لیکن یہ عید ہمارے رمضان کے مہینے سے گزرنے پر اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے طور پر منانے والی ہونی چاہیے کہ اس نے ہمیں رمضان میں روزوں اور عبادت کی توفیق دی۔

بہت سے لوگوں کو تہجد پڑھنے کی توفیق ملی۔ بعض کو تراویح پڑھنے کی توفیق ملی بلکہ لوگ کافی تعداد میں تراویح پڑھنے آتے ہیں۔ اسی طرح قرآن کریم باقاعدہ پڑھنے اور ختم کرنے کی توفیق ملی۔ درس سننے کی توفیق ملی۔ جماعتوں میں قرآن کریم کے درس بھی ہوتے ہیں۔ ذکر الٰہی کی توفیق ملی۔ بعض لوگوں کو اعتکاف بیٹھنے کی بھی توفیق ملی۔

جہاں آزادی ہے وہاں تو ہم اعتکاف بیٹھ سکتے ہیں لیکن پاکستان جیسے ملکوں میں اعتکاف بیٹھنا بھی مشکل ہے کیونکہ وہاں ہم عبادت کر نہیں سکتے اور قانون ہمیں پکڑتا ہے۔ بہرحال ہمیں دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ جلد ایسے سامان پیدا فرمائے کہ یہ پابندیاں ختم ہوں اور ہم آزادی کے ساتھ پاکستان میں بھی عبادت کا حق ادا کرنے والے بن سکیں۔

بہرحال جو مقصد میں نے بیان کیا ہے یہی رمضان سے گزرنے اور اس کے دن گزارنے کا مقصد ہے۔ اگر ان دنوں میں اس مقصد کو حاصل کرنے کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوئی تو ایسے لوگوں کے لیے عید صرف ایک تہوار ہے جسے وہ منا رہے ہیں۔ خوشی کے لیے اکٹھے ہوئے، نئے کپڑے پہنے، دعوتیں اڑائیں اور بس مقصد پورا ہو گیا حالانکہ یہ عید کا ہرگز مقصد نہیں ہے۔ یہ تو ایک شکرانہ ہے۔ شکر گزاری کے طور پر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنا عرصہ ہمیں قربانیوں کی جو توفیق دی، حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی جو توفیق دی اور پھر آج ہمیں اس کے لیے عید منانے کا حکم دیا اس پر ہم اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کریں۔

مَیں امید کرتا ہوں کہ احمدیوں کی اکثریت نے رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کی ہوگی تاکہ وہ تقویٰ میں بڑھیں، رشد اور ہدایت میں بڑھیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بڑھیں اور نیکیاں ادا کرنے کی طرف ان کی توجہ پیدا ہو۔

اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مدد بھی مانگتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیکیوں، عبادتوں اور حقوق العباد کی ادائیگی کی جو توفیق عطا فرمائی ہے اسے ہماری زندگیوں میں ہمیشہ جاری رکھنے کی بھی توفیق عطا فرمائے تاکہ صرف رمضان ہی نہیں بلکہ ہمارا ہر دن اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرتے ہوئے اور اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے گزرے اور حقوق العباد کی ادائیگی کرتے ہوئے گزرے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآن کریم میں جو سورہ فاتحہ سکھائی ہے اور اسے بار بار پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے اور ہر نماز اور ہر رکعت میں اسے پڑھنے کی ہدایت فرمائی ہے تو یہ کیوں ہے؟ یہ اس لیے ہے کہ ہم ہمیشہ یاد رکھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہنا ہے اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی ہمیشہ کوشش کرنی ہے۔

سورہ فاتحہ میں اللہ تعالیٰ کی بنیادی صفات کا ذکر ہے اور اس حوالے سے اس کی شکر گزاری کا اظہار ہے۔ ہدایت کا راستہ تلاش کرنے، انعام یافتہ لوگوں میں شامل ہونے اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور گمراہی سے بچ کر اس کی پناہ میں آنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں توجہ دلائی ہے کہ ان نیکیوں کے حصول اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے اور اس کی ناراضگی اور سزا سے بچنے کے لیے اس بات پر اپنی توجہ رکھو کہ یہ ہمارا مقصد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں فرمایا ہے کہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ (الفاتحہ: 5) کہ اے اللہ! ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری عبادت کرنا چاہتے ہیں اور تیری عبادت کا دم بھرتے ہیں لیکن اس کے لیے ہم میں طاقت اور توجہ تیرے فضل اور تیری مدد سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ پس اے اللہ! ہمیں اس کے لیے مدد عطا فرما۔

اس دعا سے انسان کا مکمل انحصار خدا تعالیٰ کی طرف ہو جاتا ہے۔ پھر کبھی یہ خیال نہیں آتا اور نہ آسکتا ہے کہ مجھے میری کسی قابلیت کی وجہ سے یہ انعامات اور عبادت کی توفیق ملی ہے یا مل سکتی ہے یا مل رہی ہے۔

لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ کا ہی ارشاد ہے کہ پہل بندے کی طرف سے ہو، ابتدا بندے کی طرف سے ہو۔ پھر جب بندہ خدا تعالیٰ کی طرف آنے کی کوشش کرتا ہے تو جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب انسان ایک بالشت خدا کی طرف آتا ہے تو وہ دو بالشت آتا ہے۔ بندہ ایک قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ دو قدم اٹھاتا ہے۔ بندہ جب چل کر اس کے پاس آتا ہے تو خدا تعالیٰ دوڑ کر آتا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب التوحید باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وروایتہٖ عن ربہ حدیث 7536)

پس اس نکتے کو ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ہم رمضان کی برکات سے مستقل فیض پانا چاہتے ہیں تو ہمیں اس کے لیے کوشش کرنی ہوگی۔ مستقل اللہ تعالیٰ کی طرف قدم بڑھانے ہوں گے، اس کی طرف چل کر جانا ہوگا، اس کی آغوش میں آنے کے لیے کوشش اور دعا کرنی ہوگی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کے حوالے سے جو پُر معارف وضاحت مختلف جگہوں پر فرمائی ہے اس میں سے مَیں بعض پیش کرتا ہوں آپؑ نے فرمایا: ’’اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی امداد چاہتے ہیں۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پر اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو تقدم اس لیے ہے‘‘ یعنی اِيَّاكَ نَعْبُدُ اس لیے پہلے آیا ہے کہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے مدد

مانگنے کا بعد میں ذکر اس لیے آیا ہے ''کہ انسان دعا کے وقت تمام قویٰ سے کام لے کر خدائے تعالیٰ کی طرف آتا ہے'' یعنی جو انسانی طاقتیں ہیں جو اسباب ہیں ان کو استعمال کرنا ہے اور ان کو استعمال کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف آنا ہے۔ پہلے یہ انسان کا کام ہے۔ یہ عبادت کا حق ادا کرنے کا صحیح طریقہ ہے۔ فرمایا کہ ''یہ ایک بے ادبی اور گستاخی ہے کہ قویٰ سے کام نہ لے کر اور قانون قدرت کے قواعد سے کام نہ لے کر آوے مثلاً'' آپؑ نے مثال دی کہ ''کسان اگر تخم ریزی کرنے سے پہلے ہی'' دعا کرے، بیج نہ ڈالے کھیت میں اور'' یہ دعا کرے کہ الٰہی اس کھیت کو ہرا بھرا کر! اور پھل پھول لا تو یہ شوخی اور ٹھٹھا ہے۔'' کام تو اس نے کیا نہیں، بیج ڈالا نہیں، زمین کو تیار کیا نہیں اور یہ دعا شروع کر دی کہ اللہ تعالیٰ اس میں پھل لگا دے، فصل لگا دے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ بہر حال کوشش کرنی پڑے گی۔ فرمایا کہ ''اسی کو خدا کا امتحان اور آزمائش کہتے ہیں جس سے منع کیا ہے۔'' یعنی خود کچھ نہ کرنا اور اللہ سے صرف مانگتے رہنا کہ یہ ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوشش نہ کرو، عمل نہ کرو، اسباب کو استعمال نہ کرو، اور پھر صرف دعا کر دو۔ یہ تو تم اللہ تعالیٰ کی آزمائش اور امتحان لینا چاہتے ہو اور اس سے سختی سے منع کیا گیا ہے اور یہ سخت گناہ ہے۔ فرمایا کہ ''اور کہا گیا ہے کہ خدا کو مت آزماؤ'' یعنی اِيَّاكَ نَعْبُدُ میں بھی یہی بات کہی ہے کہ خدا کو آزماؤ مت بلکہ کام کرو۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''یہ سچی بات ہے کہ جو شخص اعمال سے کام نہیں لیتا وہ دعا نہیں کرتا بلکہ خدائے تعالیٰ کی آزمائش کرتا ہے اس لیے دعا کرنے سے پہلے اپنی تمام طاقتوں کو خرچ کرنا ضروری ہے اور یہی معنی اس دعا کے ہیں۔ پہلے لازم ہے کہ انسان اپنے اعتقاد، اعمال میں نظر کرے کیونکہ خدائے تعالیٰ کی عادت ہے کہ اصلاح اسباب کے پیرایہ میں ہوتی ہے...... '' اسباب استعمال ہوں گے تو اصلاح بھی ہو گی۔ کوشش ہو گی تو اس کا مقصد بھی حاصل ہو گا۔ ''وہ لوگ اس مقام پر ذرا خاص غور کریں۔ جو کہتے ہیں کہ جب دعا ہوئی تو اسباب کی کیا ضرورت ہے۔ وہ نادان سوچیں کہ دعا بجائے خود ایک مخفی سبب ہے جو دوسرے اسباب کو پیدا کر دیتا ہے اور اِيَّاكَ نَعْبُدُ کا تقدم اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ پر جو کلمہ دعائیہ ہے اس امر کی خاص تشریح کر رہا ہے۔''

(تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 1 صفحہ 207)

کہ اسباب کو استعمال میں لاؤ اور پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ ان اسباب میں برکت ڈالے گا اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو کہ اس میں اللہ تعالیٰ برکت ڈالتا چلا جائے۔ پس آپؑ نے فرمایا کہ یہ انسانی کوشش کبھی کم نہیں ہونی چاہیے۔

ہم صرف رمضان کے ایک مہینے میں یہ کوشش کر کے عید کی خوشیاں نہ منانے لگ جائیں کہ اب ہم نے جو کچھ کرنا تھا کر لیا اور اب اللہ تعالیٰ ہمیں سب کچھ دے دے گا۔ یہ بالکل غلط بات ہے اور ایک مومن سے ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے بلکہ مومن کو تو اس کوشش، عبادت، ذکر الٰہی، نیکی کی باتوں اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف ہمیشہ توجہ رکھنی ہو گی تبھی اس کا حقیقی فیض حاصل ہو گا۔

بعض لوگوں کا خیال یہ ہوتا ہے کہ رمضان میں ہم نے جو کوشش اور قربانی کر دی ہے اب خدا تعالیٰ کا فرض ہے کہ وہ اس کے بدلے ہمیں تمام زندگی نہیں تو کم از کم اگلے رمضان تک اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ بعض لوگ ایسی سوچ رکھتے ہیں اور ہر زمانے میں ایسے لوگ پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ کے زمانے میں بھی تھے تو آپؓ نے اپنے عید کے ہی ایک خطبہ میں ایسی سوچ رکھنے والوں کی ایک مثال دی ہے۔ آپؓ نے واقعہ بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں دعا کروا رہا تھا۔ آخری رمضان کی دعا ہو گی۔ کہتے ہیں کہ میرے کان میں کسی شخص کی یہ آواز آئی، کوئی شخص کہہ رہا تھا کہ اے خدا! تُو جانتا ہے کہ ہم نے کس طرح تکالیف اٹھا کر تیرے لیے روزے رکھے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا: حالانکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل میں مومن تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ بے شک اسے جسمانی طور پر کچھ تکلیف بھی ہوتی ہے مگر وہ اس کا احساس نہیں کرتا وہ تو خدا تعالیٰ کے راستے میں انتہائی تکلیف اٹھا کر بھی شرمندہ ہوتا ہے کہ اس نے کچھ نہیں کیا۔ اور یوں بھی اگر دیکھا جائے تو ہم نے خدا تعالیٰ کے لیے کیا تکلیف اٹھائی ہے۔ ہزاروں لوگ ایسے ہیں جن کو روٹی نہیں ملتی، فاقے پر مجبور ہوتے ہیں لیکن جسے ملتی ہے وہ اگر روزہ رکھ کر یہ کہے کہ اس نے تکلیف اٹھا کر روزہ رکھا ہے تو وہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کی ہزاروں راہیں ہیں اور طریقے بھی ہیں۔ کیا یہ ضروری ہے کہ مانگنے کے لیے بے ادبی کا طریق اختیار کیا جائے اور اس طرح انسان اپنے لیے اس کے فضلوں کے دروازے بند کر لے۔ یاد رکھو کہ روزے رکھنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی ملتی ہے۔ پس اگر اس دعا کرنے والے کی نیّت غلط نہیں بھی تھی تب بھی کم علمی اور کم غوری کی وجہ سے یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے۔ اس لیے دعاؤں میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنے میں بھی سوچ سمجھ کر دعا کرنی چاہیے اور مناسب الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

حضرت مصلح موعودؓ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے اس بارے میں لکھا ہے کہ اگر ہم نے روزے رکھے ہیں تو خود کوئی تکلیف نہیں اٹھائی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کیا ہے کہ ہمیں نیکی کا موقع دیا۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ اگر میرے دل میں اس قسم کا خیال آتا کہ روزوں کے حوالے سے دعا مانگوں تو اس طرح نہ کہتا بلکہ یوں کہتا کہ اے خدا! تُو نے ہمیں توفیق دی کہ روزے رکھ سکیں۔ اب تُو اپنے اس فضل کو مکمل کر دے۔ خدایا! اس سارے مہینے میں تُو نے ہم پر فضل کیا ہے۔ اب عید کو ہمارے لیے مکمل کر کے اپنے فضل کو مکمل کر دے۔ یعنی عید کی جو برکات ہیں وہ بھی ہمیں ملیں اور تیرے فضل سے روزہ رکھنے کی جو توفیق ملی ہے اب اسے بھی قبول فرما۔ ان برکات اور فضلوں کا تسلسل قائم رہے اور اس عید میں بھی ہم ان برکات سے فائدہ اٹھانے والے ہوں۔ تو آپؓ نے لکھا ہے کہ یہ دعا بے شک اچھی ہے اس شخص کی نیّت بھی اچھی ہو گی لیکن قلت تدبر اور سوچ کی کمی کی وجہ سے اس نے دعا کی شکل بگاڑ دی۔ بجائے یہ کہنے کے کہ تکلیف اٹھا کر روزے رکھے ہیں اگر وہ یہ کہتا کہ اے اللہ! تُو نے کتنا فضل کیا ہے کہ روزے رکھنے کی توفیق عطا کی ہے مگر اب اس فضل کو ادھورا نہ رکھیو۔ اسے مکمل کر کے ہمیں عید بھی دکھا دے تو یہ کیسی خوبصورت دعا ہو جاتی۔ مومن کے اعمال اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ماتحت ہوتے ہیں اس کے بغیر وہ انہیں مکمل نہیں کر سکتا۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد اول صفحہ 312-313)

بہر حال اب عید کے حوالے سے ہمیں یہی دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ تعالیٰ! تُو نے ہمیں آج عید منانے کی توفیق دی ہے ہمارے روزوں کے بعد تُو نے ہم پر یہ فضل کیا ہے اب اس رمضان سے جڑی ہوئی تمام خوشیاں بھی ہمیں دکھا اور عید کی جو حقیقی خوشیاں ہوتی ہیں وہ بھی ہمیں دکھا۔ ہماری اصل عید تو وہ ہو گی جب ہم تیری توحید اور تیری حکومت کو دنیا میں قائم ہوتا دیکھیں گے۔ آج کل مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے ہر ایک کو پتہ ہے اور جب ہم اس قابل رحم حالت کو پُر وقار حالت میں بدلتا دیکھیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو دنیا کے ہر فرد کے دل میں قائم ہوتا دیکھیں گے۔ آپؐ کے غلام صادق کے مشن کو پورا ہوتا دیکھیں گے اور دجالی قوّتوں کی تمام طاقتوں کو پارہ پارہ ہوتا دیکھیں گے تبھی وہ حقیقی عید ہو گی جو ایک مومن کی عید ہوتی ہے ورنہ یہ صرف باتیں ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے، جیسا کہ میں نے کہا، بہت جگہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کی پُر معرفت وضاحت فرمائی ہے۔ ایک جگہ آپؑ مختلف پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے فرماتے ہیں۔ آپؑ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے جملہ اِيَّاكَ نَعْبُدُ کو جملہ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ سے پہلے رکھا ہے اور اس میں (بندہ کے) توفیق مانگنے سے بھی پہلے اُس (ذات باری) کی (صفت) رحمانیت کے فیوض کی طرف اشارہ ہے۔'' اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کو جو پہلے رکھا گیا ہے تو اس کا ایک یہ بھی مطلب ہے کہ صفت رحمانیت سے اس کے فیض کی طرف اشارہ ہے ''گویا کہ بندہ اپنے ربّ کا شکر ادا کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے پروردگار میں تیری نعمتوں پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں جو تُو نے میری دعا، میری درخواست، میرے عمل، میری کوشش اور جو (تیری) اس ربوبیت اور رحمانیت سے جو سوال کرنے والوں کے سوال پر سبقت رکھتی ہے'' یعنی جو تُو نے نعمتیں مجھے عطا کی ہیں میں اس کی شکر گزاری کرتا ہوں اور یہ نعمتیں ان سب سے بڑھ گئی ہیں جو تُو نے مجھے عطا کی ہیں۔ میری دعا تو اس کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہے یعنی تیری ربوبیت اور رحمانیت سوال کرنے والوں کے سوال سے بہت اوپر ہے۔ ''میری استعانت سے پیشتر تُو نے مجھے عطا کر رکھی ہیں۔'' میرے دعا مانگنے سے پہلے ہی تُو نے مجھے بہت کچھ دے دیا۔ تُو نے مجھے اپنی رحمانیت اور ربوبیت کے فیض میرے مانگنے سے پہلے ہی عطا کر دیے جس پر میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں۔ تو یہ بھی اس کا ایک مطلب ہے۔ اس سے شکر گزاری کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ ''پھر میں تجھ سے ہی (ہر قسم کی) قوّت، راستی، خوشحالی اور کامیابی اور ان مقاصد کے حاصل ہونے کے لیے التجا کرتا ہوں جو درخواست کرنے، مدد مانگنے اور دعا کرنے پر ہی عطا کی جاتی ہیں اور تُو بہترین عطا کرنے والا ہے۔'' اب یہ تو تُو نے اپنی ربوبیت اور رحمانیت کی وجہ سے دے دیا لیکن اب میں یہ التجا کرتا ہوں کہ مجھے ہر قسم کی قوّت بھی عطا کر، میں راستی پر چلنے والا بھی ہوں، خوشحالی بھی رہے، کامیابی بھی رہے، نیک مقاصد میں کامیاب بھی ہوں اور مجھے حاصل بھی ہوں کیونکہ تُو بہترین عطا کرنے والا ہے۔ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ کا یہ مطلب ہے۔ اب چونکہ تیری رحمانیت اور ربوبیت سے مجھے بہت کچھ مل چکا ہے اس لیے اب میں تیری عبادت کرتے ہوئے تجھ سے یہ بھی مانگتا ہوں اور مدد چاہتا ہوں کہ جو صحیح راستہ ہے، خوشحالی ہے، کامیابیاں ہیں اور جو میرے مقاصد ہیں انہیں پورا کر دے۔ میں یہ دعا مانگتا ہوں کہ اے اللہ! تُو مجھے وہ سب عطا کر دے جو زندگی میں میرے لیے فائدہ مند ہو اور وہ نعمتیں عطا فرما جو مجھے تیری طرف لے جانے والی ہوں تا کہ میں پھر تیری شکر گزاری کرنے والا بن جاؤں۔ جب انسان اللہ کی طرف جائے گا تو دوبارہ شکر گزاری کی طرف توجہ پیدا ہو گی۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''ان آیات میں ان نعمتوں پر شکر کرنے کی ترغیب ہے'' فرمایا: ''......اور جن چیزوں کی تجھے تمنا ہو ان کے لیے صبر کے ساتھ دعا کرنے اور کامل اور اعلیٰ چیزوں کی طرف شوق بڑھانے کی (ترغیب ہے)۔'' اس کی یہ بھی ایک تفسیر ہے اس میں دعا کرنے کی طرف ترغیب دی گئی ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ ترغیب دی ہے کہ نعمتوں کے حصول کی جو تمنائیں ہیں انہیں پانے کے لیے دعا کرو ''تا تم بھی مستقل شکر کرنے والوں صبر کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ۔'' پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''پھر ان آیات میں ترغیب دی گئی ہے بندے کے اپنی طرف ہمت اور قوّت کی نسبت کی نفی کرنے کی'' یعنی ہماری کوئی طاقت نہیں سب کچھ اللہ تعالیٰ کی عطا ہے ''اور (اس سے) آس لگا کر اور امید رکھ کر ہمیشہ سوال، دعا، عاجزی اور حمد کرتے ہوئے (اپنے آپ کو) اللہ سبحانہ کے سامنے ڈال دینے کی اور خوف اور امید کے ساتھ اس شیر خوار بچہ کی مانند'' دودھ پیتے بچے کی مانند ''جو دایہ کی گود میں ہو (اپنے آپ کا اللہ تعالیٰ کا) محتاج سمجھنے کی (ترغیب ہے) اور تمام مخلوق سے اور زمین کی سب چیزوں سے موت (یعنی پوری لاتعلقی) کی۔'' ترغیب ہے۔ فرمایا کہ اس میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ انسان انتہائی عاجزی سے اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوا اپنے آپ کو اس کے سامنے اس طرح ڈال دے جس طرح ایک دودھ پیتا بچہ دایہ یا ماں کی گود میں ہوتا ہے اور یہی اس دعا کا اصل مقصد ہے۔ اگر اس طرح کرو گے اور اس مقصد کو حاصل کر لو گے تو تبھی حقیقت میں تم اس کی گہرائی تک پہنچ سکتے ہو۔ اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ انسان کا دنیا کی چیزوں پر اسباب سے فائدہ کے لیے جو انحصار ہے اس کو بھی چھوڑو اور اسباب سے فائدہ کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو۔

''اسی طرح ان (آیات) میں اس امر کا اقرار اور اعتراف کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ ہم تو بہت کمزور ہیں۔ تیری دی ہوئی توفیق کے بغیر تیری عبادت نہیں کر سکتے اور تیری مدد کے بغیر ہم تیری رضا کی راہوں کی تلاش نہیں کر سکتے ہم تیری مدد سے کام کرتے ہیں اور تیری مدد سے حرکت کرتے ہیں'' یعنی ہمارا ہر حرکت و سکون تیری مدد کے ساتھ ہی ہے

''اور ہم تیری طرف جلن کے ساتھ ان عورتوں کی طرح جو اپنے بچوں کی موت کے غم میں گھل رہی ہوتی ہیں اور ان عاشقوں کی طرح جو محبت میں جل رہے ہوتے ہیں تیری طرف دوڑتے ہیں'' یعنی انتہائی محبت، عشق اور فکر کی حالت میں تیری طرف آ رہے ہیں۔ یہ ایک بڑا اہم نکتہ ہے جسے ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔

پھر فرماتے ہیں کہ ''پھر ان آیات میں کبر اور غرور کو چھوڑنے کی نیز معاملات کے پیچیدہ ہونے اور مشکلات کے گھیر لینے پر محض اللہ تعالیٰ کی (طرف سے ملنے والی) طاقت اور قوّت پر بھروسہ کرنے کی اور منکسر المزاج لوگوں میں شامل ہونے کی (ترغیب ہے)۔'' جب یہ عاجزی پیدا ہو گی تو تبھی حقیقت میں دعاؤں کی قبولیت کی

طرف بھی توجہ پیدا ہوگی اور دعاؤں کی قبولیت بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور پھر انسان جب مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی گود میں گرے گا تو تبھی یہ مقصد بھی حاصل ہوگا۔ عاجزی انتہائی ضروری چیز ہے ”گویا کہ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے اے میرے بندو اپنے آپ کو مُردوں کی طرح سمجھو اور ہر وقت اللہ تعالیٰ سے قوّت حاصل کرو۔ پس تم میں سے نہ کوئی جوان اپنی قوّت پر اترائے اور نہ کوئی بوڑھا اپنی لاٹھی پر بھروسہ کرے“ کہ میرا سہارا ہے۔ میں سہارے پر چل سکتا ہوں۔ ”اور نہ کوئی عقلمند اپنی عقل پر ناز کرے اور نہ کوئی فقیہ اپنے علم کی صحت اور اپنی سمجھ اور اپنی دانائی کی عمدگی ہی پر اعتبار کرے اور نہ کوئی ملہم اپنے الہام یا اپنے کشف یا اپنی دعاؤں کے خلوص پر تکیہ کرے کیونکہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے جس کو چاہے دھتکار دیتا ہے اور جس کو چاہے اپنے خاص بندوں میں داخل کر لیتا ہے۔ اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ میں نفس امّارہ کی شر انگیزی کی شدت کی طرف اشارہ ہے جو نیکیوں کی طرف راغب ہونے سے یوں بھاگتا ہے جیسے اَن سدھی اونٹنی ......“ ایسی اونٹنی جس کو سدھایا نہ ہوا ہو اور وہ قابو میں نہ آئے۔

پس ہم تمام تر کوششیں کر کے، اسباب استعمال کر کے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کے بعد اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے ذریعے اس لیے مدد مانگتے ہیں تا کہ وہ ہمیں تمام شرور سے بچائے کیونکہ شر کی وجہ سے نیکیوں کی طرف توجہ پیدا نہیں ہوتی۔

ان سدھی اونٹنی کی مثال عربوں کے لیے تو ہے۔ یہاں آج کل اس زمانے میں غیر تربیت یافتہ گھوڑوں کی مثال ہے جو سوار کو اپنے اوپر بیٹھنے نہیں دیتے یا قابو میں نہیں رہتے۔ تو اسی طرح شیطان بپھرا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ ”یا وہ ایک اژدھا کی طرح ہے جس کا شر بہت بڑھ گیا ہے اور اس نے ہر ڈسے ہوئے کو بوسیدہ ہڈی کی طرح بنا دیا ہے۔“ اژدھا جو اپنے شکار کو بالکل توڑ مروڑ کے رکھ دیتا ہے اور وہ بوسیدہ ہڈی بن جاتا ہے۔ فرمایا کہ تُو دیکھ رہا ہے کہ وہ زہر پھونک رہا ہے۔ شیطان اپنا زہر اژدھے کی طرح اور سانپ کی طرح پھونک رہا ہے۔ پھر آپؑ نے یہ مثال بھی دی کہ ”یا وہ شیر (کی طرح) ہے کہ اگر حملہ کرے تو پیچھے نہیں ہٹتا“ اس وقت ”کوئی طاقت، قوّت، کمائی، اندوختہ (کارآمد) نہیں سوائے اس خدا تعالیٰ کی مدد کے جو شیطانوں کو ہلاک کرتا ہے۔“ جب ایسے دشمن سے واسطہ پڑتا ہے اور وہ حملہ کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طاقت ہی ہے جو بچا سکتی ہے اور یہی آج کل مسلمانوں کا حال ہے۔ ان کو بھی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکیں۔

پس شیطانوں، برائیوں اور گناہوں سے بچنے اور نیکیوں سے فیض پانے کے لیے ضروری ہے کہ انسان اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا ورد کرتا رہے۔ آج ہماری حقیقی عید تبھی ہوگی جب ہم اس شیطان کو مکمل طور پر اپنے سے دور کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آ جائیں گے اور اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے ذریعہ بار بار مدد مانگتے رہیں گے۔

پھر آپؑ نے اسی تسلسل میں ایک جگہ اس طرح وضاحت فرمائی کہ ”اور نَعۡبُدُ کو نَسۡتَعِیۡنُ سے پہلے رکھنے میں اور بھی کئی نکات ہیں......“ وہ کیا نکات ہیں؟ فرمایا: ”اور وہ (نکات) یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ایک ایسی دعا سکھاتا ہے جس میں ان کی خوش بختی ہے اور کہتا ہے اے میرے بندو! مجھ سے عاجزی اور عبودیت کے ساتھ سوال کرو اور کہو اے ہمارے ربّ! اِیَّاکَ نَعۡبُدُ (ہم تیری عبادت کرتے ہیں) لیکن بڑی ریاضت، تکلیف، شرمساری، پریشان خیالی اور شیطانی وسوسہ اندازی اور خشک افکار اور تباہ کن اوہام اور تاریک خیالات کے ساتھ ہم سیلاب کے گدلے پانی کی مانند ہیں یا رات کو لکڑیاں اکٹھا کرنے والے کی طرح ہیں اور ہم صرف گمان کی پیروی کر رہے ہیں ہمیں یقین حاصل نہیں۔“ اب ہمارے اندر تو کچھ نہیں گو ہم دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن حقیقت میں ہمارا حال اسی طرح ہے جس طرح گدلا پانی ہوتا ہے جس میں کچھ نظر نہیں آتا اور کسی استعمال کے قابل نہیں ہوتا۔ انسان کے لیے فائدہ مند نہیں ہوتا۔ ہمیں یقین حاصل ہو جائے تا کہ ہم اس سے فیض اٹھانے والے ہوں جو اللہ تعالیٰ کی برکات ہیں۔ یعنی مزید وضاحت اس کی یہ ہے کہ ہم تیری عبادت تو کرتے ہیں لیکن ہمارے اندر کوئی خوبی نہیں ہے اور ہم بڑی عجز سے تیرے حضور جھکے ہوئے ہیں کیونکہ ہمارے اندر وسوسے ہیں۔ غلط قسم کی فکریں ہیں اور تباہ کن اوہام ہمارے اندر ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ مختلف وہموں میں ہم مبتلا ہو جاتے ہیں۔ بعض قوموں میں تو یہ وہموں کی بیماری بہت زیادہ ہے۔ ہمیں پوری طرح تسلی نہیں ہے۔ ہماری حالت تو ایسی ہے جس طرح سیلاب کا گدلا پانی ہوتا ہے جس میں کچھ راستہ نظر نہیں آ رہا ہوتا۔ ہمیں صرف یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے لیکن جیسا کہ تجربہ ہونا چاہیے ویسا نہیں ہے۔ پس ہم تجربہ حاصل کرنے کی جو کوشش کرتے ہیں اس میں ہماری مدد کر۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کا جو واضح اور روشن نشان ہمارے اندر پیدا ہونا چاہیے تھا وہ پیدا نہیں ہوا۔ اے اللہ! وہ تُو ہمارے اندر پیدا کر دے۔ اس لیے ہم تیری عبادت کرتے ہیں کہ وہ نشان ہمارے اندر پیدا ہو جائے اور اس کے لیے ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں کیونکہ ابھی تک تو ہمارا یہ حال ہے کہ ہم صرف سنی سنائی باتوں پر یقین کیے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ذاتی تجربہ بھی ہو۔ تیرا القاء بھی حاصل ہو۔ ہماری دعاؤں کی قبولیت کا نظارہ بھی نظر آئے اور ہماری عبادت کا پھل بھی ہمیں ملے۔ اس کے لیے ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں کہ اے اللہ تعالیٰ! تُو ہمیں وہ حالت دکھا کہ ہم حقیقت میں تیری عبادت کی حقیقت کو سمجھنے والے ہوں۔

پھر فرمایا کہ ”(اور پھر) وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہو یعنی ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں ذوق، شوق، حضورِ قلب، بھرپور ایمان (ملنے) کے لیے، روحانی طور پر (تیرے احکام پر) لبیک کہنے (کے لیے) سرور اور نور (کے لیے) اور معارف کے زیورات اور مسرّت کے لباسوں کے ساتھ دل کو آراستہ کرنے کے لیے (تجھ سے ہی مدد طلب کرتے ہیں) تا ہم تیرے فضل کے ساتھ یقین کے میدانوں میں سبقت لے جانے والے بن جائیں اور اپنے مقاصد کی انتہا کو پہنچ جائیں اور حقائق کے دریاؤں پر وارد ہو جائیں“ یعنی گدلے پانی سے نکل کر ہم صاف پانی کے سمندر میں تیرنے والے بن جائیں اور ہر طرف تیرے نور اور معرفت کا جلوہ ہمیں نظر آئے۔ حقیقت میں جب یہ حالت ہوگی تو وہی انسان کی کامیابی کی زندگی ہے اور ایک مومن کی کامیابی کی زندگی ہے۔

پھر مزید وضاحت کرتے ہوئے آپؑ نے یہ بھی فرمایا کہ ”پھر اللہ تعالیٰ کے الفاظ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ میں ایک اَور اشارہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ اس (آیت) میں اپنے بندوں کو اس بات کی ترغیب دیتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت میں انتہائی ہمت اور کوشش خرچ کریں اور اطاعت گزاروں کی طرح ہر وقت لبیک لبیک کہتے ہوئے (اس کے حضور) کھڑے رہیں گویا کہ یہ بندے یہ کہہ رہے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہم مجاہدات کرنے، تیرے احکام کے بجا لانے اور تیری خوشنودی چاہنے میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہے لیکن تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور عُجب اور ریا میں مبتلا ہونے سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔“ ہر قسم کی تصنع اور بناوٹ میں مبتلا ہونے سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ ہمارے اندر کسی قسم کا کوئی دکھاوا نہ ہو، کسی قسم کی بناوٹ نہ ہو اور ہماری عبادتیں حقیقت میں تیری ہی خاطر ہوں۔ اس لیے ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں کہ ہماری یہ حالت پیدا کر دے کہ حقیقت میں تیری خاطر ہی ہماری عبادتیں ہوں اور ہمارا تیری طرف جھکنا تیری خاطر ہی ہو۔ اور ہم تجھ سے ایسی توفیق طلب کرتے ہیں جو ہدایت اور تیری خوشنودی کی طرف لے جانے والی ہو اور ہم تیری اطاعت اور تیری عبادت پر ثابت قدم ہیں۔ پس تُو ہمیں اپنے اطاعت گزار بندوں میں لکھ لے۔“ یہ ثابت قدمی ہونی چاہیے۔ یہ نہیں کہ رمضان کے چند دن گزار لیے تو عبادتیں مکمل ہو گئیں بلکہ انسان ثابت قدم ہو۔ اس میں مستقل مزاجی ہو اور وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکنے والا رہے تب ہی حقیقت میں صحیح عابد ہونے کا حق ادا ہوتا ہے۔ فرمایا: ”اور یہاں ایک اَور اشارہ بھی ہے اور وہ یہ کہ بندہ کہتا ہے کہ اے میرے ربّ ہم نے تجھے معبودیت کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے اور تیرے سوا جو کچھ بھی ہے اس پر تجھے ترجیح دی ہے۔ پس ہم تیری ذات کے سوا اَور کسی چیز کی عبادت نہیں کرتے“ ہم تجھے ہر چیز پر ترجیح دیتے ہیں اور تیرے علاوہ کسی کی عبادت نہیں کر رہے ”اور ہم تجھے واحد اور یگانہ ماننے والوں میں سے ہیں۔ اس آیت میں خدائے عزّوجلّ نے ...... اس امر کی طرف اشارہ کرنے کے لیے اختیار فرمایا ہے کہ یہ دعا تمام بھائیوں کے لیے ہے نہ صرف دعا کرنے والے کی اپنی ذات کے لیے۔ اور اس میں (اللہ نے) مسلمانوں کو باہمی مصالحت، اتحاد اور دوستی کی ترغیب دی ہے اور یہ کہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو اپنے بھائی کی خیر خواہی کے لیے اسی طرح مشقّت میں ڈالے جیسا کہ وہ اپنی ذات کی خیر خواہی کے لیے اپنے آپ کو مشقت میں ڈالتا ہے۔“

پس جب یہ سوچ پیدا ہوگی تو پھر ہم عید کے دنوں میں اپنے بھائیوں کا خیال بھی رکھنے والے ہوں گے۔ صلح صفائی کی طرف بھی قدم اٹھانے والے ہوں گے۔ چھوٹی چھوٹی رنجشوں اور ہلکے ہلکے اعتراضوں پر آپس میں دوریاں پیدا کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ ایک دوسرے کی خیر خواہی اور بھلائی چاہنے والے ہوں گے۔ بالکل اسی طرح جس طرح انسان خود اپنے لیے خیر خواہی چاہتا ہے اور اپنے آپ کو مشقّت میں ڈالتا ہے۔ انسان اچھائیاں حاصل کرنے کے لیے، اسی طرح بھلائیاں حاصل کرنے کے لیے جس طرح اپنے آپ کو مشقّت میں ڈالتا ہے اسی طرح اپنے بھائی کے لیے بھی کوشش کرے۔ آپؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا میں یہ بھی سکھایا ہے کہ اپنے آپ کو مشقّت میں ڈال کر اپنے بھائی کے لیے بھی خیر خواہی چاہو۔ اس کے لیے بھی بہتری چاہو اور اس سے بھی حسن سلوک کرو اور فرمایا کہ

”اور اس کی (یعنی اپنے بھائی کی) ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے ایسا ہی اہتمام کرے اور بے چین ہو جیسے اپنے لیے بے چین اور مضطرب ہوتا ہے“ اگر ایسا ہو تو بہت سے امیر لوگ غریبوں کا بھی خیال رکھنے والے بن جائیں اور عیدیں ان کے لیے بھی حقیقی عید بن جائیں ان غریبوں کے لیے بھی جو بیچارے کس مپرسی کی حالت میں ہیں خرچ نہیں کر سکتے۔ غربت کا شکار ہیں اور فقر و فاقہ کی حالت میں ہیں۔ ان کے لیے بھی اگر ہم اِیَّاکَ نَعۡبُدُ کی دعا کر رہے ہوں تو عبادت کا حق ادا کرنے کے لیے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے اور پھر ہم حق ادا کرنے والے بنیں گے۔ یہ بھی ایک عبادت ہے اور اس کے لیے بھی اللہ تعالیٰ سے مدد مانگی جائے کہ وہ مجھے توفیق دے کہ میں یہ حق بھی ادا کرنے والا بن جاؤں۔

فرمایا: ”اور وہ اپنے اور اپنے بھائی کے درمیان کوئی فرق نہ کرے اور پورے دل سے اس کا خیر خواہ بن جائے گویا اللہ تعالیٰ تاکیدی حکم دیتا ہے اور فرماتا ہے اے میرے بندو! بھائیوں اور محبوں کے (ایک دوسرے کو) تحائف دینے کی طرح دعا کا تحفہ دیا کرو“ جس طرح بھائی اور ایک دوسرے سے محبت کرنے والے ایک دوسرے کو تحفے دیتے ہیں تا کہ محبت بڑھے، رشتہ مزید مضبوط ہو اسی طرح تم ایک دوسرے کو دعا کا تحفہ دیا کرو۔

اس میں یہ بھی سکھایا گیا ہے۔ تحفے دینے سے محبت بڑھتی ہے اس لیے دعاؤں کا تحفہ بھی محبت بڑھانے کے لیے ضروری ہے۔ جب ہم دعاؤں کے ذریعے ایک دوسرے سے تعلق قائم کریں گے تو اللہ تعالیٰ بے شمار فضل فرمائے گا۔ جہاں وہ ان غریبوں کی مدد کے لیے ہمیں ذریعہ بنا رہا ہوگا وہاں ہمیں بھی اپنے بے شمار فضلوں سے نوازنے والا ہوگا اور فرمایا کہ ”(اور انہیں شامل کرنے کے لیے) اپنی دعاؤں کا دائرہ وسیع کرو اور اپنی نیتوں میں وسعت پیدا کرو اپنے نیک ارادوں میں (اپنے بھائیوں کے لیے بھی) گنجائش پیدا کرو اور باہم محبت کرنے میں بھائیوں، باپوں اور بیٹوں کی طرح بن جاؤ۔“

(کرامات الصادقین، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 119 تا 122۔
ترجمہ از تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد اول صفحہ 208 تا 212 حاشیہ)

پس جب ایسا ہوگا تو ایک خوبصورت ماحول اور ایک بہترین معاشرہ پیدا ہو جائے گا۔ یہی ایک احمدی معاشرہ ہونا چاہیے جس کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ یہی ایک مسلمان کا کردار ہونا چاہیے اور یہی ایک حقیقی مسلم معاشرہ ہونا چاہیے۔ کاش کہ مسلمان ممالک بھی اس بات کو سمجھیں اور جن لڑائیوں میں وہ الجھے ہوئے ہیں ان سے باہر نکلنے والے ہوں۔

دشمن تو یہی چاہتا ہے کہ ہمیں لڑوا کر آپس میں اپنا فائدہ اٹھاتا رہے۔ اس سے ہم باہر تبھی نکلیں گے جب ایسی محبت پیدا ہوگی۔ میں نے دو ہفتے پہلے بھی خطبہ میں تفصیل سے بیان کیا تھا کہ کس طرح دشمن فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اور اب فائدہ اٹھا رہا ہے بلکہ اب تو یہ لوگ خود کہنے لگ گئے ہیں۔ بہر حال جب ہم اس اصول پر عمل کریں گے تو ہماری حقیقی عیدیں ہوں گی اور ہم نہ صرف اپنے آپ کو عید سے فیض یاب کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے عزیزوں، قریبیوں، دوستوں اور ضرورت مندوں کو بھی اس سے فیض پانے والا بنانے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ ہمیں مزید نوازتا چلا جائے گا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حوالے سے ایک نکتہ بیان کیا ہے بلکہ اپنا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ آپؓ کہتے ہیں کہ جب میں بحری جہاز کے ذریعے حج سے واپس آ رہا تھا تو ایک دن جہاز کے کپتان نے مجھ سے کہا کہ میرے نائب کو اسلام کی طرف رغبت ہے۔ آپ میرے پاس آئیں تا کہ اس سے بات چیت کی جا سکے۔

فرماتے ہیں کہ دراصل اس کپتان کو خود بھی اسلام میں تھوڑی سی دلچسپی تھی۔ فرماتے ہیں کہ میں اس کی اجازت سے ان کے کمرے میں گیا۔ کپتان کے کمرے میں ہر کوئی نہیں جا سکتا اس نے بلایا، مَیں گیا۔ اس نے مجھے مشینری وغیرہ دکھائی کس طرح سارا operate کرتے ہیں، سارا دکھایا، سارا تعارف کرایا۔ پھر مجھے چائے بھی پلائی۔ اس کے بعد کہنے لگا کہ میرا نائب اسلام کی طرف مائل ہے اور مسلمان ہونا چاہتا ہے تو میری خواہش ہے کہ یہ آپ کے ذریعے مسلمان ہو جائے۔ آپؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے محسوس کیا کہ اس کی باتوں میں مذاق کا رنگ زیادہ تھا۔ سنجیدگی نہیں تھی بلکہ مذاق تھا اور مذاق سے باتیں کر رہا تھا۔ راستی کی تحقیقات اس کی غرض نہیں تھی اور نہ ہی وہ سچائی کی طرف جانا چاہتا تھا۔ بہرحال وہ مسائل پوچھتا رہا۔ گفتگو کے دوران کپتان نے مجھ سے کہا۔ اب کپتان صاحب خود بھی حضرت مصلح موعودؓ کو کہنے لگے کہ اب تو آپ حج کر کے آئے ہیں۔ اب تو آپ جو عمل بھی کریں وہ جائز ہے۔ میں نے پوچھا کیوں یہ کس طرح ہو گیا؟ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ میں جو عمل کروں وہ جائز ہو جائے؟ کہنے لگا کہ پہلا تختہ اب صاف ہو گیا ہے اس لیے اب آپ نئے گناہ کر سکتے ہیں۔ مَیں نے اسے ایک مثال دیتے ہوئے پوچھا کہ جس شخص نے نیا سوٹ پہنا ہو وہ اس کی زیادہ حفاظت کرتا ہے یا پہلے سے پہنے ہوئے میلے کپڑوں کی؟ تو کپتان نے جواب دیا کہ ہر شخص نئے سوٹ کو داغ لگنے سے بچانے کی زیادہ کوشش کرتا ہے۔ اس پر میں نے کہا پھر آپ مجھے یہ مشورہ کس طرح دے رہے ہیں کہ حج کے نتیجے میں مجھے جو نیا سوٹ ملا ہے اسے میں زیادہ خراب کروں؟ آپؓ فرماتے ہیں کہ مَیں نے اسے یہ جواب دیا کہ میں حج کر کے آیا ہوں تو یہ نیا سوٹ ہے۔ اب اس کا حق زیادہ ہے کہ میں نیکیاں بجا لاؤں نہ یہ کہ میں سمجھوں کہ میرے پرانے گناہ معاف ہو گئے اور میں نئے گناہ کرتا چلا جاؤں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اب تو مجھے مزید بچا بچا کے قدم رکھنا ہو گا۔ اسی کی مثال دیتے ہوئے پھر آپؓ نے مزید فرمایا کہ مومن کو جب نیکیوں کا موقع ملتا ہے تو اسے چاہیے کہ مغرور ہونے کی بجائے زیادہ احتیاط سے کام لے۔ رمضان یا دوسری عبادتوں کے بعد ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہمارا فرض ختم ہو گیا ہے۔ اگر تو رمضان میں ہم نے کچھ کمایا نہیں، کچھ بھی نہیں کمایا، کوئی نیکی نہیں کی تو ہمارے لیے فخر کی کون سی بات ہے؟ کوئی فخر کی بات ہی نہیں ہے اور اگر کمایا ہے تو پھر اس حاصل کردہ خزانے کی حفاظت زیادہ ضروری ہے تاکہ اسے چور نہ لے جائیں۔

آگے آپؓ نے واضح فرمایا کہ دیکھو! ہمیشہ چور وہیں پڑتا ہے جہاں کچھ ہو اور جب تم نے کوئی نیکی کی ہے اور خزانہ جمع کیا ہے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ شیطان حملہ نہیں کرے گا۔

پس اگر تم نے رمضان میں کچھ کمایا نہیں تو تمہارا فخر فضول ہے اور اگر کچھ کمایا ہے تو یاد رکھو! کہ اب ڈاکہ ضرور پڑے گا۔ اب تمہارے گھر میں خزانہ ہے جسے شیطان چرانے کی کوشش کرے گا۔

یہاں چور شیطان ہے۔ پہلے تمہارے پاس کچھ نہیں تھا مگر اب رمضان کی وجہ سے تمہارے ہاتھ میں روحانی خزانہ ہے اور چوروں اور جیب کاٹنے والوں کی طرف سے حملے کا خطرہ ہے۔ اب وہ خزانہ چرانے کی اور اگر یہ نہ ہو سکے تو ہمارے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کریں گے تاکہ خزانہ ضائع ہو جائے۔ اگر دشمن ہے تو آگ لگانے کی کوشش کرے گا تاکہ خزانہ ضائع ہو جائے اس لیے تمہیں چاہیے کہ زیادہ ہوشیار رہو۔ اب تمہیں زیادہ زور سے اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ پکارنے اور فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ اس وقت زیادہ فکر کے ساتھ اپنے خزانے کی حفاظت کی ضرورت ہے۔

(ماخوذ از خطبات محمود جلد 1 صفحہ 317-318)

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بہت ساری مثالوں سے میں نے بتایا ہے کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کے بہت وسیع مطالب ہیں۔ پس جہاں عبادت کرو وہاں اپنی عبادتوں کی حفاظت کا بھی انتظام ہمیں کرنا ہو گا۔

پس اگر ہم نے کوئی نیکی کی ہے تو اب ہم ان نیکیوں کو جاری رکھنے کے لیے مزید شکرگزاری کے طور پر اللہ تعالیٰ کی عبادت بجا لائیں اور پھر اس سے مدد مانگیں کہ اے اللہ! ہمیں آئندہ بھی مستقل مزاجی سے ان عبادات کو بجا لانے کی توفیق عطا فرما۔ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں کہ ہم پر کبھی شیطان کا حملہ نہ ہو اور جو عبادتیں اور نیکیاں ہم نے رمضان میں کی ہیں وہ ضائع نہ ہوں تاکہ ہم عید کا حقیقی فیض پانے والے بنیں اور کوئی چور ہمارے اس خزانے پر نہ پڑے۔ پس جب ہماری یہ سوچ ہو گی تب ہی ہماری عیدیں کامیاب عیدیں ہوں گی۔

اسی طرح یہ بات بھی یاد رکھیں کہ آج ہم تو عید کی خوشیاں منا رہے ہیں لیکن حقیقی خوشی جیسا کہ میں نے کہا تھا اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

اس کے ساتھ ہمیں ہمیشہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آج کل مسلمانوں کی جو حالت ہے اور اکثر ملکوں میں جہاں فساد اور فتنہ اور جنگوں کی صورتحال ہے وہاں لوگ اپنا فرض پورا کرنے کے لیے عید تو پڑھ رہے ہیں لیکن ظالمانہ حملوں کی وجہ سے ان کے گھر برباد ہیں اور بے آباد ہو چکے ہیں۔ کوئی بچہ ماں باپ سے محروم ہو گیا ہے تو کوئی ماں باپ اپنے بچوں سے محروم ہو گئے ہیں اور ان پر خوف کی حالت طاری ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لیے آسانیاں پیدا فرمائے اور ان کو بھی توفیق دے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے صحیح عابد بن کر صرف اسی کی طرف جھکنے والے ہوں۔ دنیاوی خداؤں پر انحصار کرنے والے نہ ہوں۔ یہ دنیاوی خداؤں پہ انحصار کا ہی نتیجہ تھا کہ آج کل عرب ملکوں میں یہ حال ہو رہا ہے اور ان کے پیچھے چلنے والے نہ ہوں تاکہ انہیں دنیا میں آزادی سے رہنے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کی توفیق ملے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ظالموں کے ظلم سے بچائے۔ تمام دنیا میں پھیلے ہوئے جماعت کے سب لوگوں کی حفاظت بھی فرمائے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ہم اپنے بھائیوں اور انسانیت کے لیے بھی دعا کریں۔ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کہتے رہیں تو ہماری دعائیں بھی قبول ہوں گی اور جب ایسا ہو گا، جب ہماری دعائیں قبول ہوں گی، جب ہم دنیا کو اللہ تعالیٰ کی طرف جھکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے دیکھیں گے کہ دنیا اللہ تعالیٰ کی طرف جھک رہی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کی طرف آ رہی ہے جب ہم ان کو آتا دیکھیں گے تو یہی ہماری حقیقی خوشی ہو گی۔ جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کو پورا ہوتا ہوا دیکھیں گے تب ہی ہماری حقیقی عید ہو گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسی عید نصیب کرے تاکہ ہم دنیا کے فسادوں کو ختم ہوتا ہوا دیکھیں اور ہر جگہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جھنڈا لہراتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو قائم ہوتا ہوا دیکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ یہ عید ہم سب کے لیے دینی اور دنیاوی لحاظ سے مبارک فرمائے۔

اس کے لیے بھی دعا کرتے رہیں اور یہ عید مبارک صرف زبانی عید مبارک نہ ہو بلکہ حقیقت میں ہم سب کے لیے مبارک عید ہو۔ بعض ملکوں میں کل عید ہو رہی ہے اللہ تعالیٰ ان کو بھی خیریت سے عید منانے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی حفاظت میں رکھے۔ اور خاص طور پر پاکستان میں ان کو ہر شر سے محفوظ رکھے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اب ہم دعا کریں گے۔ دعاؤں میں جیسا کہ میں نے کہا ہے سب کو یاد رکھیں۔ دعا کر لیں۔ (دعا) آمین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(بشکریہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 15/اپریل 2026ء)

☆……☆……☆

ضلع آگرہ و فیروزآباد کی جماعتوں میں مصلح موعود کے جلسوں کا انعقاد

ضلع آگرہ و فیروزآباد کی درج ذیل جماعتوں میں جلسہ ہائے یوم مصلح موعودؓ کا انعقاد شایانِ شان طور پر کیا گیا۔

- جماعت احمدیہ سورئی میں 22/فروری کو جلسہ منعقد ہوا۔ جلسہ کی صدارت مکرم وکیل خان صاحب صدر جماعت نے کی۔ تلاوت قرآن مجید عزیز محمد سیف نے اور نظم عزیز اربان نے پڑھی۔ مکرم حافظ شمائل احمد صاحب مبلغ سلسلہ سورئی نے پیشگی مصلح موعودؓ کے پسِ منظر کے عنوان پر تقریر کی۔ صدر اجلاس کی دعا کے ساتھ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔
- جماعت احمدیہ صالح نگر میں 23/فروری کو بعد نماز مغرب زیر صدارت مکرم اقبال احمد صاحب صدر جماعت جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت عزیز ثمر احمد نے کی اور نظم عزیز انس احمد نے سُنائی۔ مکرم شریف احمد خان صاحب معلم سلسلہ نے مصلح موعود اور خدمتِ قرآن کے عنوان پر تقریر کی۔ بعد دُعا جلسہ ختم ہوا۔
- جماعت احمدیہ ساندھن۔ ساندھن میں جلسہ 27/فروری کو مکرم محمد عمر صاحب صدر جماعت کی صدارت میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم فیض احمد صاحب نے کی اور مکرم وجاہت احمد صاحب نے نظم سُنائی۔ مکرم وجاہت احمد صاحب معلم سلسلہ اور مکرم صابر صاحب معلم سلسلہ نے تقاریر کیں۔ بعد دُعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔
- جماعت احمدیہ کائتھا۔ اس جماعت میں جلسہ 27/فروری کو ہوا۔ صدارت مکرم علی یٰسین صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم نوشاد علی صاحب نے کی اور نظم مکرم الطشان علی نے پڑھی۔ جس کے بعد مکرم اقبال کاٹھات صاحب نے یوم مصلح موعودؓ کی غرض و غایت اور آپ کی خدمت قرآن کے حوالہ سے تقریر کی۔ بعد دُعا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔
- جماعت احمدیہ مئی بزرگ۔ جلسہ یکم مارچ کو منعقد ہوا۔ صدارت مکرم نظام احمد صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم طاہر احمد صاحب نے پیش کی جب کہ مکرم رضوان احمد صاحب نے نظم سُنائی۔ مکرم عبدالستار احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے تقریر کی اور پیشگوئی مصلح موعودؓ کی تفصیلات بیان کیں۔ آخر پر ایک نظم عزیزہ صبیحہ صاحبہ نے سُنائی۔ بعد صدارتی خطاب و دُعا جلسہ برخاست ہوا۔
- جماعت احمدیہ خومیل۔ اس جماعت میں جلسہ یوم مصلح موعودؓ 20/فروری کو بعد نماز جمعہ منعقد ہوا۔ صدارت مکرم سلیم احمد صاحب صدر جماعت نے کی۔ تلاوت قرآن مجید مکرم ساحل خان صاحب نے اور نظم مکرمہ روبینہ صاحبہ نے پڑھی۔ خاکسار سیّد عبدالہادی کاشف مبلغ انچارج نے پیشگوئی مصلح موعودؓ کے پیش نظر جامع تقریر کی اور محفل سوال و جواب منعقد ہوئی۔ بعد دُعا جلسہ اختتام پذیر ہوا۔

(سیّد عبدالہادی کاشف مبلغ انچارج ضلع آگرہ و فیروزآباد)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا تَدَایَنۡتُمۡ بِدَیۡنٍ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی فَاکۡتُبُوۡہُ ○ (البقرہ:283)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو!

جب تم ایک معین مدت تک کیلئے قرض کا لین دین کرو تو اسے لکھ لیا کرو

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَ ذَرُوۡا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰۤوا اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ○

(البقرہ:279)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو جو سود میں سے باقی رہ گیا ہے، اگر تم (فی الواقعہ) مومن ہو

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

خطبہ جمعہ

’’آج صفحۂ دنیا میں وہ شے کہ جس کا نام توحید ہے بجز امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اَور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑ ہا مخلوقات کو وحدانیت الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف رہبر ہو۔ ہر یک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنا لیا اور مسلمانوں کا وہی خدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مبدّل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔ سو یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ جن سے ہادی اسلام کا صدقِ نبوت اظہر من الشّمس ہے‘‘

’’واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لیے جان باز اور خلقت کے بیم و امید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکّل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجا لائے‘‘

’’ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکّل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں‘‘

’’آنحضرتؐ کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا کہ جب خود حالت موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربّانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالَم کو توحید اور اعمالِ صالحہ سے منور کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو اُمّ الشرور ہے قلع قمع فرمانا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرتؐ خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے‘‘

ہم اس زمانے میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آپؐ کے عاشق صادق کو اللہ تعالیٰ نے توحید کے قیام کے لیے مامور کیا کیونکہ اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جو مسیح موعود اور مہدی معہود بھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سنت کا عملی نمونہ تھے اور آپؑ کا دل ہی اپنے آقا کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے پھیلانے کے لیے ایک درد سے بھرا ہوا تھا

’’یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا، کوئی رازق نہ ماننا، کوئی مُعِز اور مُذِل خیال نہ کرنا، کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا، اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا‘‘

’’مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا زمین پر دوبارہ توحید کو قائم کروں اور انسان پرستی یا سنگ پرستی سے لوگوں کو نجات دے کر خدائے واحد لاشریک کی طرف ان کو رجوع دلاؤں اور اندرونی پاکیزگی اور راستبازی کی طرف ان کو توجہ دوں‘‘

’’میرا اس درد سے یہ حال ہے کہ اگر دوسرے لوگ بہشت چاہتے ہیں تو میرا بہشت یہی ہے کہ میں اپنی زندگی میں اس شرک سے انسانوں کو رہائی پاتے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتے دیکھ لوں اور میری روح ہر وقت دعا کرتی ہے کہ اے خدا! اگر میں تیری طرف سے ہوں اور اگر تیرے فضل کا سایہ میرے ساتھ ہے تو مجھے یہ دن دکھلا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سر سے یہ تہمت اٹھا دی جائے کہ گویا نعوذ باللہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ ایک زمانہ گذر گیا کہ میرے پنج وقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لاویں اور اس کے رسول کو شناخت کر لیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کریں‘‘

جس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بھیجا تھا اور جس توحید کی تعلیم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا اس حقیقی توحید پر ہم عمل کرنے والے بھی ہوں اور دنیا میں پھیلانے والے بھی ہوں کہ اب انسانیت کی بقا کا یہی ایک حل ہے۔ اس کے علاوہ اَور کوئی حل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پُر معارف ارشادات کی روشنی میں توحیدِ الٰہی کا ایمان افروز تذکرہ

مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب سابق امیر ضلع سیالکوٹ حال امریکہ اور مکرم اُدرا گو حالید و صاحب شہید آف برکینا فاسو کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 03/ اپریل 2026ء بمطابق 03/ شہادت 1405 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ ○ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○ مٰلِکِ یَوۡمِ الدِّیۡنِ ○ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ○ اِہۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡہِمۡ ۬ۙ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡہِمۡ وَ لَا الضَّآلِّیۡنَ ○

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دنیا میں توحید کے قیام کے لیے درد، کوشش اور جرأت اور شرک کے ہر پہلو کے مقابل پر ایک مضبوط چٹان کی طرح کھڑا ہو جانے اور ہر قوم کے شرک کے خیالات اور تعلیم کے خلاف حق گوئی کے بارے میں ہم پہلے پڑھتے رہے ہیں۔ اس کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

‘‘خیال کرنا چاہیے کہ کس استقلال سے آنحضرتؐ اپنے دعویٰ نبوت پر باوجود پیدا ہوجانے ہزاروں خطرات اور کھڑے ہوجانے لاکھوں معاندوں اور مزاحموں اور ڈرانے والوں کے اوّل سے اخیر دم تک ثابت اور قائم رہے۔ برسوں تک وہ مصیبتیں دیکھیں اور وہ دکھ اٹھانے پڑے جو کامیابی سے بکلّی مایوس کرتے تھے اور روز بروز بڑھتے جاتے تھے کہ جن پر صبر کرنے سے کسی دنیوی مقصد کا حاصل ہوجانا وہم بھی نہیں گذرتا تھا بلکہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے از دست اپنی پہلی جمعیت کو بھی کھو بیٹھے’’ یعنی خود اپنے ہاتھ سے پہلی جمعیت جو قرابت داری تھی اس کو بھی کھو بیٹھے ‘‘اور ایک بات کہہ کر لاکھ تفرقہ خرید لیا اور ہزاروں بلاؤں کو اپنے سر پر بلا لیا۔ وطن سے نکالے گئے۔ قتل کے لیے تعاقب کیے گئے۔ گھر اور اسباب تباہ اور برباد ہوگیا۔ بارہا زہر دی گئی۔ اور جو خیر خواہ تھے وہ بدخواہ بن گئے اور جو دوست تھے وہ دشمنی کرنے لگے اور ایک زمانہ دراز تک وہ تلخیاں اٹھانی پڑیں کہ جن پر ثابت قدمی سے ٹھہرے رہنا کسی فریبی اور مکار کا کام نہیں......’’ فرماتے ہیں: ‘‘اور پھر صاف گوئی اس قدر کہ توحید کا وعظ کر کے سب قوموں اور سارے فرقوں اور تمام جہان کے لوگوں کو جو شرک میں ڈوبے ہوئے تھے مخالف بنالیا۔ جو اپنے اور خویش تھے ان کو بت پرستی سے منع کر کے سب سے پہلے دشمن بنایا۔ یہودیوں سے بھی بات بگاڑ لی کیونکہ ان کو طرح طرح کی مخلوق پرستی اور پیر پرستی اور بداعمالیوں سے روکا۔ حضرت مسیح کی تکذیب اور توہین سے منع کیا جس سے ان کا نہایت دل جل گیا۔’’ یہودیوں کو مسیح کی تکذیب سے منع کیا جس سے ان کا دل جل گیا’’ اور سخت عداوت پر آمادہ ہوگئے اور ہر دم قتل کردینے کی گھات میں رہنے لگے۔ اسی طرح عیسائیوں کو بھی خفا کردیا گیا کیونکہ جیسا کہ ان کا اعتقاد تھا حضرت عیسیٰ کو نہ خدا نہ خدا کا بیٹا قرار دیا اور نہ ان کو پھانسی مل کر دوسروں کو بچانے والا تسلیم کیا۔ آتش پرست اور ستارہ پرست بھی ناراض ہوگئے کیونکہ ان کو بھی ان کے دیوتوں کی پرستش سے ممانعت کی گئی اور مدار نجات کا صرف توحید ٹھہرائی گئی۔’’ فرماتے ہیں: ‘‘اب جائے انصاف ہے کہ کیا دنیا حاصل کرنے کی یہی تدبیر تھی۔’’ الزام لگایا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا حاصل کی۔ اس زمانے کے لوگ الزام لگاتے تھے’’ کہ ہر ایک فرقہ کو ایسی ایسی صاف اور دلآزار باتیں سنائی گئیں کہ جس سے سب نے مخالفت پر کمر باندھ لی اور سب کے دل ٹوٹ گئے اور قبل اس کے کہ اپنی کچھ ذرّہ بھی جمعیت بنی ہوتی یا کسی کا حملہ روکنے کے لیے کچھ طاقت بہم پہنچ جاتی سب کی طبیعت کو ایسا اشتعال دے دیا کہ جس سے وہ خون کرنے کے پیاسے ہوگئے۔’’ آج بھی جو مستشرقین ہیں، اسلام کے مخالف ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہ یہی الزام لگاتے ہیں۔ لیکن یہ الزام لگاتے ہوئے یہ نہیں سوچتے کہ کیا کوئی انسان فائدہ اٹھانے کے لیے ایسی حالت اپنے اوپر وارد کرتا ہے۔ فرمایا: ‘‘زمانہ سازی کی تدبیر تو یہ تھی کہ جیسا بعضوں کو جھوٹا کہا تھا ویسا ہی بعضوں کو سچا بھی کہا جاتا۔’’ اگر اتنا ہی زمانے کے پیچھے چلنا تھا تو جس طرح بعضوں کو جھوٹا کہا تو خوش کرنے کے لیے بعضوں کو سچا بھی کہہ دیتے’’ تا اگر بعض مخالف ہوتے تو بعض موافق بھی رہتے۔ بلکہ اگر عربوں کو کہا جاتا کہ تمہارے ہی لات وعزیٰ سچے ہیں تو وہ تو اسی دم قدموں پر گر پڑتے اور جو چاہتے ان سے کراتے۔ کیونکہ وہ سب خویش اور اقارب اور حمیت قومی میں بے مثل تھے۔’’ رشتہ داری تھی، قرابت داری تھی، قبیلہ داری تھی اور اس کے لیے تو وہ ہر قربانی کے لیے تیار ہوا کرتے تھے۔ ‘‘اور ساری بات مانی منائی تھی صرف تعلیم بت پرستی سے خوش ہوجاتے۔’’ صرف آپؐ یہ کہہ دیتے کہ ٹھیک ہے تمہارے بت ٹھیک ہیں تو خوش ہوجاتے’’ اور بدل وجان اطاعت اختیار کرتے’’ آپؐ کی۔ یہی مطالبہ انہوں نے پیش بھی کیا تھا۔ ‘‘لیکن سوچنا چاہیے کہ آنحضرت کا یکلخت ہر ایک خویش وبیگانہ سے بگاڑ لینا اور صرف توحید کو جو اُن دنوں میں اس سے زیادہ دنیا کے لیے کوئی نفرتی چیز نہ تھی اور جس کے باعث سے صدہا مشکلیں پڑتی جاتی تھیں بلکہ جان سے مارے جانا نظر آتا تھا مضبوط پکڑ لینا یہ کس مصلحت دنیوی کا تقاضا تھا اور جبکہ پہلے اسی کے باعث سے اپنی تمام دنیا اور جمعیت برباد کر چکے تھے تو پھر اسی بلاانگیز اعتقاد پر اصرار کرنے سے کہ جس کو ظاہر کرتے ہی نومسلمانوں کو قید اور زنجیر اور سخت سخت ماریں نصیب ہوئیں کس مقصد کا حاصل کرنا مراد تھا۔’’ صرف خود کو ہی نہیں بلکہ توحید کا اعلان کرنے پہ آپؐ کے ماننے والوں کو بھی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔

‘‘کیا دنیا کمانے کے لیے یہی ڈھنگ تھا کہ ہر ایک کو کلمہ تلخ جو اس کی طبع اور عادت اور مرضی اور اعتقاد کے برخلاف تھا، سنا کر سب کو ایک دم کے دم میں جانی دشمن بنا دیا اور کسی ایک آدھ قوم سے بھی پیوند نہ رکھا۔ جو لوگ طامع اور مکار ہوتے ہیں۔’’ جن کی طمع ہوتی ہے، جو کسی چیز کی خواہش کرنے والے ہوتے ہیں یا ہوشیاری یا مکاری دکھانے والے ہوتے ہیں’’ کیا وہ ایسی ہی تدبیریں کیا کرتے ہیں کہ جس سے دوست بھی دشمن ہوجائیں۔ جو لوگ کسی مکر سے دنیا کو کمانا چاہتے ہیں کیا ان کا یہی اصول ہوا کرتا ہے کہ بیکبارگی ساری دنیا کو عداوت کرنے کا جوش دلاویں اور اپنی جان کو ہر وقت کی فکر میں ڈال لیں۔ وہ تو اپنا مطلب سادھنے کے لیے سب سے صلح کاری اختیار کرتے ہیں اور ہر ایک فرقہ کو سچائی کا ہی سرٹیفکیٹ دیتے ہیں۔ خدا کے لیے یک رنگ ہوجانا ان کی عادت کہاں ہوا کرتی ہے۔ خدا کی وحدانیت اور عظمت کا کب وہ کچھ دھیان رکھا کرتے ہیں۔ ان کو اس سے غرض کیا ہوتی ہے کہ ناحق خدا کے لیے دکھ اٹھاتے پھریں۔ وہ تو صیاد کی طرح وہیں دام بچھاتے ہیں کہ جو شکار مارنے کا بہت آسان راستہ ہوتا ہے۔’’ اگر پکڑنا ہی ہو، دھوکے سے قابو کرنا ہے تو پھر شکاری کی طرح جال بچھاتے ہیں’’ اور وہی طریق اختیار کرتے ہیں کہ جس میں محنت کم اور فائدہ دنیا کا بہت زیادہ ہو۔ نفاق ان کا پیشہ اور خوشامد ان کی سیرت ہوتی ہے۔ سب سے میٹھی میٹھی باتیں کرنا اور ہر ایک چور اور سادھ سے برابر رابطہ رکھنا ان کا ایک خاص اصول ہوتا ہے۔ مسلمانوں سے اللہ اللہ اور ہندوؤں سے رام رام کہنے کو ہر وقت مستعد رہتے ہیں اور ہر ایک مجلس میں ہاں سے ہاں اور نہیں سے نہیں ملاتے رہتے ہیں......’’ جیسی مجلس ہو ویسے ہی اپنے آپ کو ڈھال لیا۔ ‘‘ان کو خدا سے کیا تعلق اور اس کے ساتھ وفاداری کرنے سے کیا واسطہ اور اپنی خوش باش جان کو مفت میں ادھر ادھر کا غم لگا لینا انہیں کیا ضرورت۔ استاد نے ان کو سبق ہی ایک پڑھایا ہوا ہوتا ہے کہ ہر ایک کو یہی بات کہنا چاہیے کہ جو تیرا راستہ ہے وہی سیدھا ہے اور جو تیری رائے ہے وہی درست ہے اور جو تُو نے سمجھا ہے وہی ٹھیک ہے۔ غرض ان کی راست اور ناراست اور حق اور باطل اور نیک اور بد پر کچھ نظر ہی نہیں ہوتی بلکہ جس کے ہاتھ سے ان کا کچھ منہ میٹھا ہوجائے وہی ان کے حساب میں بھگت اور سدھ اور جنٹلمین ہوتا ہے اور جس کی تعریف سے کچھ پیٹ کا دوزخ بھرتا نظر آوے اسی کو مکتی پانے والا اور سرگ کا وارث اور حیات ابدی کا مالک بنا دیتے ہیں۔’’ وہی سب کچھ بن جاتا ہے ان کے لیے۔ ‘‘لیکن واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرت اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لیے جان باز اور خلقت کے بیم وامید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکّل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے۔ اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکّل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔’’

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس نے مسلمانوں میں سے کسی یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کیا
اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا سوائے اسکے کہ وہ ایسا گناہ کرے جو نا قابل معافی ہو
(جامع ترمذی، کتاب البر والصلہ، باب فی رحمۃ الیتیم، حدیث 1840)

طالب دعا: شیخ صادق علی وافراد خاندان (جماعت احمدیہ تالبرکوٹ، صوبہ اڈیشہ)

انبیاء کی تاریخ میں بھی دیکھ لو۔ اتنی ہو ثابت قدمی۔ کہیں بھی ثابت نہیں۔

‘‘پس ذرہ ایمانداری سے سوچنا چاہیے کہ یہ سب حالات کیسے آنحضرتؐ کے اندرونی صداقت پر دلالت کررہے ہیں۔ ماسوا اس کے جب عاقل آدمی ان حالات پر اَور بھی غور کرے کہ وہ زمانہ کہ جس میں آنحضرتؐ مبعوث ہوئے حقیقت میں ایسا زمانہ تھا کہ جس کی حالتِ موجودہ ایک بزرگ اور عظیم القدر مصلح ربانی اور ہادیٔ آسمانی کی اشد محتاج تھی اور جو جو تعلیم دی گئی وہ بھی واقعہ میں سچی اور ایسی تھی کہ جس کی نہایت ضرورت تھی۔’’ زمانہ ایسا بگڑا ہوا تھا کہ اس وقت ضرورت تھی کسی ہادی کی، کسی مصلح کی، کسی راہنما کی اور تب آپؐ اس زمانے میں آئے۔ ‘‘اور ان تمام امور کی جامع تھی کہ جس سے تمام ضرورتیں زمانہ کی پوری ہوتی تھیں۔ اور پھر اس تعلیم نے اثر بھی ایسا کر دکھایا کہ لاکھوں دلوں کو حق اور راستی کی طرف کھینچ لائی اور لاکھوں سینوں پر لا الٰہ الا اللہ کا نقش جما دیا اور جو نبوت کی علت غائی ہوتی ہے’’ جو مقصد ہوتا ہے ‘‘یعنی تعلیم اصول نجات کے اس کو ایسا کمال تک پہنچایا جو کسی دوسرے نبی کے ہاتھ سے وہ کمال کسی زمانہ میں بہم نہیں پہنچا۔ تو ان واقعات پر نظر ڈالنے سے بلا اختیار یہ شہادت دل سے جوش مار کر نکلے گی کہ آنحضرتؐ ضرور خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔ جو شخص تعصب اور ضدیت سے انکاری ہو اس کی مرض تو لاعلاج ہے خواہ وہ خدا سے بھی منکر ہو جائے ورنہ یہ سارے آثارِ صداقت جو آنحضرتؐ میں کامل طور پر جمع ہیں کسی اَور نبی میں کوئی ایک تو ثابت کر کے دکھلاوے تا ہم بھی جانیں۔’’

پھر فرماتے ہیں:

‘‘ہندو دوسرے تمام پیغمبروں اور کتابوں کی تکذیب کر کے صرف وید کا بھجن گا رہے ہیں کہ جو ہے سو وید ہی ہے۔ عیسائی ساری تعلیم الٰہی انجیل پر ختم کیے بیٹھے ہیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ قدر ومنزلت ہر یک کتاب کی افادہ توحید سے وزن کی جاتی ہے اور جو کتاب توحید کا فائدہ پہنچانے میں زیادہ ہو وہی رتبہ میں زیادہ ہوتی ہے۔’’ الٰہی کتاب کی اصل چیز تو یہ ہے کہ اس میں توحید کا سبق زیادہ ہو۔’’ اور یہی وجہ ہے کہ اگر منکرِ وحدانیتِ الٰہی کا کیسا ہی جامع اخلاق کیوں نہ ہو مگر تب بھی نجات نہیں پا سکتا۔’’ سارے جامع اخلاق اس میں موجود ہوں لیکن توحید کا اگر منکر ہو تو اللہ کے نزدیک وہ نجات یافتہ نہیں ہے۔ ‘‘اب ان صاحبوں کو سوچنا چاہیے کہ توحید جو مدار نجات کا ہے کس کتاب کے ذریعہ سے دنیا میں سب سے زیادہ شائع ہوئی۔ بھلا کوئی بتلائے تو سہی کہ کس ملک میں وید کے ذریعہ سے وحدانیتِ الٰہی پھیلی ہوئی ہے......کوئی ملک نظر نہیں آتا کہ جہاں بذریعہ انجیل کے اشاعت توحید کی ہوئی ہو بلکہ انجیل کے ماننے والے موحد کو ناجی ہی نہیں سمجھتے۔’’ نجات یافتہ نہیں سمجھتے جو توحید کو مانتے ہیں’’ اور پادری لوگ اہل

توحید کو ایک اندھیری آگ میں بھیج رہے ہیں۔‘‘ وہ تو یہ کہتے ہیں کہ جو توحید کو ماننے والے ہیں، ایک خدا کو ماننے والے ہیں وہ تین خداؤں کو نہیں مانتے تو آگ میں پڑ رہے ہیں’’ کہ جہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور بقول ان کے اس کالی آگ سے وہی شخص بچے گا جو خدا پر موت اور مصیبت اور بھوک اور پیاس اور درد اور دکھ اور تجسم اور حلول ہمیشہ کے لیے روا رکھتا ہو۔ ورنہ کوئی صورت بچنے کی نہیں۔‘‘ یعنی حضرت عیسیٰؑ کا اس میں نقشہ کھینچا ہے۔ ’’گویا وہ فرضی بہشت یورپ کی دو بزرگ قوموں انگریزوں اور روسیوں کو نصفا نصف تقسیم کر کے دیا جائے گا۔‘‘ اب اس میں اَور بھی بڑے ملک تقسیم ہو گئے ہیں۔ امریکہ والے بھی کہتے ہیں بلکہ اب تو صدر امریکہ کے بعض ہمدردوں کی طرف سے یہاں تک کہا جانے لگ گیا ہے کہ مسیح کی جو آمد ثانی ہے وہ شاید ٹرمپ کی صورت میں ہوگی۔ انا للہ۔ فرماتے ہیں کہ نصفا نصف تقسیم کر کے دیا جائے گا’’ اور باقی سب موحد اس قصور سے جو خدا کو ہر ایک طرح کے نقصان سے جو اس کے کمال تام کے منافی ہے پاک سمجھتے تھے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ غرض ہماری اس تحریر سے یہ ہے کہ آج صفحۂ دنیا میں وہ شے کہ جس کا نام توحید ہے بجز امت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اَور کسی فرقہ میں نہیں پائی جاتی اور بجز قرآن شریف کے اَور کسی کتاب کا نشان نہیں ملتا کہ جو کروڑ ہا مخلوقات کو وحدانیت الٰہی پر قائم کرتی ہو اور کمال تعظیم سے اس سچے خدا کی طرف رہبر ہو۔ ہر یک قوم نے اپنا اپنا مصنوعی خدا بنا لیا اور مسلمانوں کا وہی خدا ہے جو قدیم سے لازوال اور غیر مبدّل اور اپنی ازلی صفتوں میں ایسا ہی ہے جو پہلے تھا۔ سو یہ تمام واقعات ایسے ہیں کہ جن سے ہادی اسلام کا صدق نبوت اظہر من الشّمس ہے۔‘‘

کھلے روشن کی طرح ہے سورج کی طرح روشن ہے۔’’ کیونکہ معنے نبوت کے اور علّتِ غائی رسالت اور پیغمبری کی انہیں کی ذات بابرکات میں ثابت اور متحقق ہو رہی ہے‘‘ یہی ثابت ہو رہا ہے سب کچھ۔’’ اور جیسا کہ مصنوعات سے صانع شناخت کیا جاتا ہے ویسا ہی عاقل لوگ اصلاح موجودہ سے اس مصلح ربانی کی شناخت کر رہے ہیں۔‘‘ کوئی چیز بنانے والا ہو تو اس کی جو چیز بنی ہو۔ کوئی بھی پرزہ بنایا ہے یا کوئی چیز بنائی ہو اس سے شناخت کیا جاتا ہے کہ وہ کیسی اعلیٰ بنائی ہے یا کس قسم کی بنائی ہے۔ اسی طرح مصلح ربانی کی شناخت اس طرح ہوتی ہے کہ وہ توحید کا پرچار کرنے والا ہوتا ہے۔

’’اسی طرح ہزارہا ایسے اور بھی واقعات ہیں کہ جن سے آنحضرت کا موید بتائید الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر، بے زور، بیکس، اُمی، یتیم، تنہا، غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہین قاطعہ اور حجج واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے‘‘ یعنی فلسفی کہلانے والے اور بڑے سکالر جو تھے’’ فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور انہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا۔ اگر یہ خدا کی تائید نہیں تھی تو اَور کیا تھا۔ کیا تمام دنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائید الٰہی کے بھی ہوا کرتا ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 108 تا 119)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ’’تواریخ صاف بتاتی ہے اور فرقان مجید کے کئی مقامات میں ...... بوضاحت تمام وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس زمانہ میں مبعوث ہوئے تھے کہ جب تمام دنیا میں شرک اور گمراہی اور مخلوق پرستی پھیل چکی تھی اور تمام لوگوں نے اصولِ حقہ کو چھوڑ دیا تھا اور صراطِ مستقیم کو بھول بھلا کر ہر یک فرقہ نے الگ الگ بدعتوں کا راستہ لے لیا تھا۔ عرب میں بت پرستی کا نہایت زور تھا۔ فارس میں آتش پرستی کا بازار گرم تھا۔‘‘ ایرانی لوگ اس زمانے میں آتش پرست تھے۔ آگ کو پوجا کرتے تھے۔ ’’ہند میں علاوہ بت پرستی کے اور صدہا طرح کی مخلوق پرستی پھیل گئی تھی اور انہی دنوں میں کئی پوران اور پستک کہ جن کے رو سے بیسیوں خدا کے بندے خدا بنائے گئے اور اوتار پرستی کی بنیاد ڈالی گئی۔ تصنیف ہو چکی تھی اور بقول پادری بورٹ صاحب‘‘ لکھا ہے۔ یہاں اس سے آپؑ کی مراد جان ڈیون پورٹ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ ’’اور کئی فاضل انگریزوں کے ان دنوں میں عیسائی مذہب سے زیادہ اَور کوئی مذہب خراب نہ تھا۔‘‘ جان ڈیون پورٹ نے بھی یہ لکھا ہے اور آپؑ کے زمانے میں ان کی جو باتیں آپؑ کے علم میں آئیں، اَور لوگوں نے بھی، عیسائی مؤرخوں نے، فاضل انگریزوں نے بھی یہ لکھا ہے کہ کوئی مذہب ایسا خراب نہ تھا جتنا عیسائیت ہے’’ اور پادری لوگوں کی بدچلنی اور بداعتقادی سے مذہب عیسوی پر ایک سخت دھبہ لگ چکا تھا اور مسیحی عقائد میں نہ ایک نہ دو بلکہ کئی چیزوں نے خدا کا منصب لے لیا تھا۔ پس آنحضرتؐ کا ایسی عام گمراہی کے وقت میں مبعوث ہونا کہ جب خود حالت موجودہ زمانہ کی ایک بزرگ معالج اور مصلح کو چاہتی تھی اور ہدایت ربانی کی کمال ضرورت تھی اور پھر ظہور فرما کر ایک عالم کو توحید اور اعمالِ صالحہ سے منور کرنا اور شرک اور مخلوق پرستی کا جو اُم الشرور ہے قلع قمع فرمانا اس بات پر صاف دلیل ہے کہ آنحضرتؐ خدا کے سچے رسول اور سب رسولوں سے افضل تھے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

منافقوں پر سب سے گراں نماز عشاء اور فجر ہے
کاش کہ وہ جانتے جو ثواب عشاء اور فجر کی نماز میں ہے

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب ذکر العشاء)

طالب دعا : سید وسیم احمد و افراد خاندان (جماعت احمدیہ سورو ضلع بالاسور، صوبہ اڈیشہ)

ان کا سچا ہونا تو اس سے ثابت ہے کہ اس عام ضلالت کے زمانہ میں قانون قدرت ایک سچے ہادی کا متقاضی تھا اور سنتِ الٰہیہ ایک رہبر صادق کی مقتضی تھی‘‘ تقاضا کر رہی تھی۔ سنت بھی یہی تھی کہ جب لوگ بگڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے فرستادے بھیجتا ہے’’ کیونکہ قانون قدیم حضرت ربّ العالمین کا یہی ہے کہ جب دنیا میں کسی نوع کی شدت اور صعوبت اپنے انتہا کو پہنچ جاتی ہے تو رحمتِ الٰہی اس کے دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ جیسے جب اِمساکِ باران سے غایت درجہ کا قحط پڑ کر‘‘ بارشیں نہ ہوں، قحط سالی ہو، خشک سالی ہو تو قحط پڑ جاتا ہے’’ خلقت کا کام تمام ہونے لگتا ہے‘‘ لوگ مرنے لگتے ہیں’’ تو آخر خداوند کریم بارش کر دیتا ہے اور جب وبا سے لاکھوں آدمی مرنے لگتے ہیں تو کوئی صورت اصلاح ہوا کی نکل آتی ہے یا کوئی دوا ہی پیدا ہو جاتی ہے اور جب کسی ظالم کے پنجہ میں کوئی قوم گرفتار ہوتی ہے تو آخر کوئی عادل اور فریادرس پیدا ہو جاتا ہے۔ پس ایسا ہی جب لوگ خدا کا راستہ بھول جاتے ہیں اور توحید اور حق پرستی کو چھوڑ دیتے ہیں تو خداوند تعالیٰ اپنی طرف سے کسی بندہ کو بصیرت کامل عطا فرما کر اور اپنے کلام اور الہام سے مشرف کر کے بنی آدم کی ہدایت کے لیے بھیجتا ہے کہ تا جس قدر بگاڑ ہو گیا ہے اس کی اصلاح کرے۔ اس میں اصل حقیقت یہ ہے کہ پروردگار جو قیوم عالم کا ہے‘‘ جو دنیا کو قائم رکھنے والا ہے’’ اور بقا اور وجود عالم کا اسی کے سہارے اور آسرے سے ہے‘‘ اس کے آسرے سے ہے، اسی کی وجہ سے ہے’’ کسی اپنی فیضان رسانی کی صفت کو خلقت سے دریغ نہیں کرتا اور نہ بیکار اور معطل چھوڑتا ہے بلکہ ہر یک صفت اس کی اپنے موقعہ پر فی الفور ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ پس جبکہ از روئے تجویز عقلی کے اس بات پر قطع واجب ہوا کہ ہر یک آفت کا غلبہ توڑنے کے لیے خدا تعالیٰ کی وہ صفت جو اس کے مقابلہ پر پڑی ہے ظہور کرتی ہے اور یہ بات تواریخ سے اور خود مخالفین کے اقرار سے اور خاص فرقان مجید کے بیان واضح سے ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے وقت میں یہ آفت غالب ہو رہی تھی کہ دنیا کی تمام قوموں نے سیدھا راستہ توحید اور اخلاص اور حق پرستی کا چھوڑ دیا تھا اور نیز یہ بات ہر یک کو معلوم ہے کہ اس فساد موجودہ کی اصلاح کرنے والے اور ایک عالم کو ظلمات شرک اور مخلوق پرستی سے نکال کر توحید پر قائم کرنے والے صرف آنحضرت ہی ہیں کوئی دوسرا نہیں تو ان سب مقدمات سے نتیجہ یہ نکلا کہ آنحضرت خدا کی طرف سے سچے ہادی ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 112 تا 114 حاشیہ نمبر 10)

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ وجود ہیں جنہوں نے توحید کو حقیقی رنگ میں دنیا میں قائم کیا۔

گذشتہ خطبات میں اس کے بہت سارے واقعات، بہت سارے حوالے بھی مَیں بیان کر چکا ہوں کہ کس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم توحید کے لیے کوشش فرمایا کرتے تھے اور پھر ہم اس زمانے میں دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آپؐ کے عاشق صادق کو اللہ تعالیٰ نے توحید کے قیام کے لیے مامور کیا کیونکہ اس زمانے میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام جو مسیح موعود اور مہدی معہود بھی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور سنت کا عملی نمونہ تھے اور آپؑ کا دل ہی اپنے آقا کی اتباع میں اللہ تعالیٰ کی توحید کے پھیلانے کے لیے ایک درد سے بھرا ہوا تھا۔

چنانچہ ہمیں آپؑ کی تحریروں اور آپؑ کی عملی زندگی میں اس کی بہت سی مثالیں نظر آتی ہیں جن میں سے چند ایک میں بیان کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کا ہمارے ساتھ بھی عجیب معاملہ ہے۔ ہمارا یہ الہام کہ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِيْدِیْ وَ تَفْرِيْدِیْ ایک نئی طرز کا الہام ہے۔ ہم نے اب سے پہلے کسی الہامی عبارت میں اس قسم کے الفاظ نہیں دیکھے۔ اس کے معنے جو ہمارے خیال میں آتے ہیں یہ ہیں کہ ایسا شخص بمنزلہ توحید ہی ہوتا ہے جو ایسے وقت میں مامور ہو کہ جب دنیا میں توحید الٰہی کی نہایت ہتک کی گئی ہو اور اسے نہایت ہی حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہو۔ ایسے وقت میں آنے والا توحید مجسم ہوتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 1، ایڈیشن 2022ء)

یہ ایک مجلس میں آپؑ نے بیان کیا تھا اس کو ایک اخبار نے اس طرح لکھا اور دوسرے اخبار نے البدر میں ذرا تفصیل سے اس طرح لکھا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ

’’اس شخص مامور شدہ کو توحید کی پیاس ایسی لگائی جاتی ہے کہ وہ تمام اپنے اغراض اور مقاصد کو ایک طرف رکھ کر توحید کے قائم کرنے میں خود ایک مجسم توحید ہو جاتا ہے۔ اس کے اٹھنے بیٹھنے اور حرکت اور سکون اور ہر ایک قول و فعل میں توحید کی لَو اسے لگی ہوئی ہوتی ہے۔‘‘

(البدر جلد 2 نمبر 12 مورخہ 10/اپریل 1903ء صفحہ 91 کالم نمبر 2)

فرمایا: ’’ہر شخص اپنا ایک مقصد اور غایت مقرر کرتا ہے مگر اس شخص‘‘ کا مقصود یعنی جو اللہ تعالیٰ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے اس’’ کا مقصود و مطلوب اللہ تعالیٰ کی توحید ہی ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اپنے طبعی جذبات اور مقاصد

سے بھی مقدم کر لیتا ہے۔ اپنی ساری ضرورتوں کو پیچھے ڈال دیتا ہے۔ اسی طرح پر ہر ایک شخص کا اپنے مقاصد کا ایک بت ہوتا ہے اور وہ اس تک پہنچنا چاہتا ہے مگر یہ اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہوتا ہے کہ اس تک پہنچا دے یا اس کی عمر کا پہلے ہی خاتمہ کر دے۔'' مقصد حاصل کرنا، اس کے لیے لوگوں کی، کاروباری لوگوں کی، تجارت پیشہ لوگوں کی، اَور دنیاوی مقاصد کے حاصل کرنے والے لوگوں کی بڑی خواہشیں ہوتی ہیں۔ اور انہوں نے اپنا ایک ٹارگٹ بنایا ہوتا ہے۔ لیکن یا تو اللہ تعالیٰ ان کو پہنچا دیتا ہے یا اس سے پہلے ان کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ ''وہ اپنے مال یا عزّت و آبرو، بال بچوں یا دوسری حوائج کے لیے تڑپتا ہے اور بے خود ہوتا ہے اور بسا اوقات لوگ انہیں مشکلات میں پڑ کر خودکشی بھی کر لیتے ہیں مگر وہ شخص جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتا ہے اس کا یہی جوش خدا تعالیٰ کی توحید کے لیے ہو جاتا ہے اور اپنی نفسانی خواہشوں کی بجائے خدا تعالیٰ کی توحید کے لیے مضطرب اور بے خود ہوتا ہے۔''

فرماتے ہیں کہ ''مَیں سمجھتا ہوں کہ ایسے وقت میں یہ الفاظ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں کہ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَةِ تَوْحِیْدِیْ وَ تَفْرِیْدِیْ کیونکہ اللہ تعالیٰ کو اپنی توحید بہت ہی پیاری ہے۔ یہ توحید تھی جس کے واسطے اللہ تعالیٰ نے کبھی وبا، کبھی قحط اور کبھی اپنے پیارے انبیاء علیہم السلام کے ہاتھ کی تلوار سے اس کے قیام کے واسطے ہزاروں مشرک جانوں کو تباہ کر دیا۔ مکہ و مدینہ منورہ کے حالات بھی صرف اسی کی خاطر پیچیدہ ہوئے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام کا معاملہ بھی اسی توحید کے لیے تھا۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 1-2، ایڈیشن 2022ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام شرک اور اس کی باریک اقسام کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ''یہ بھی چاہیے کہ ہر ایک قسم کے شرک سے پرہیز ہو۔ نہ سورج نہ چاند نہ آسمان کے ستارے۔ نہ ہوا نہ آگ نہ پانی نہ کوئی اور زمین کی چیز معبود ٹھہرائی جائے اور نہ دنیا کے اسباب کو ایسی عزت دی جائے اور ایسا ان پر بھروسہ کیا جائے کہ گویا وہ خدا کے شریک ہیں اور نہ اپنی ہمت اور کوشش کو کچھ چیز سمجھا جائے کہ یہ بھی شرک کے قسموں میں سے ایک قسم ہے بلکہ سب کچھ کر کے یہ سمجھا جائے کہ ہم نے کچھ نہیں کیا اور نہ اپنے علم پر کوئی غرور کیا جائے اور نہ اپنے عمل پر کوئی ناز بلکہ اپنے تئیں فی الحقیقت جاہل سمجھیں اور کاہل سمجھیں اور خدا تعالیٰ کے آستانہ پر ہر ایک وقت روح گری رہے۔'' سب کچھ کرنے کے باوجود بھی اللہ کے حضور جھکو کہ اللہ! تیرے فضل سے سب کچھ ہوگا۔ سب نتائج پیدا ہوں گے۔ ''انسان کا علم کسی معلم کا محتاج ہے اور پھر محدود ہے۔'' انسان کا علم کسی پڑھانے والے کا محتاج ہے لیکن پھر limitied ہے، محدود ہے۔ ''مگر اس کا علم کسی معلم کا محتاج نہیں۔'' یعنی اللہ تعالیٰ کا علم کسی پڑھانے والے کا محتاج نہیں ہے ''اور بااِیں ہمہ غیر محدود ہے۔'' اس میں کوئی حد نہیں ہے ''انسان کی شنوائی ہوا کی محتاج ہے اور محدود ہے۔'' سننے کی طاقت جو ہے انسان کی ہوا چاہتی ہے اور پھر بھی محدود حد تک سن سکتا ہے ''مگر خدا کی شنوائی ذاتی طاقت سے ہے اور محدود نہیں اور انسان کی بینائی سورج یا کسی دوسری روشنی کی محتاج ہے اور پھر محدود ہے مگر خدا کی بینائی ذاتی روشنی سے ہے اور غیر محدود ہے۔ ایسا ہی انسان کی پیدا کرنے کی قدرت کسی مادہ کی محتاج ہے اور نیز وقت کی محتاج اور پھر محدود ہے لیکن خدا کی پیدا کرنے کی قدرت نہ کسی مادہ کی محتاج ہے نہ کسی وقت کی محتاج اور غیر محدود ہے کیونکہ اس کی تمام صفات بے مثل و مانند ہیں اور جیسے کہ اس کی کوئی مثل نہیں اس کی صفات کی بھی کوئی مثل نہیں۔ اگر ایک صفت میں وہ ناقص ہو تو پھر تمام صفات میں ناقص ہوگا۔ اس لیے اس کی توحید قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ وہ اپنی ذات کی طرح اپنے تمام صفات میں بے مثل و مانند نہ ہو۔ یہ توحید ہے جو قرآن شریف نے سکھلائی ہے جو مدارِ ایمان ہے۔''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 154-155)

آج کل کے زیر اثر بعض دفعہ بچوں میں بھی یہ سوال اٹھتے ہیں اور لکھتے رہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو کس نے پیدا کیا؟ اللہ تعالیٰ کہاں سے آیا؟ شاید بڑے ان کو بتاتے ہیں یا خود ان کے ذہنوں میں سوال اٹھتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی صفات ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور لا محدود ہے۔ اسی نے ہر ایک کو پیدا کیا ہے۔ اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا۔ اس لیے جو بھی ایک تصوّر پیدا ہو سکتا ہے کسی آخری چیز کا جو خود بخود وجود میں آئی وہ خدا تعالیٰ ہی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''یاد رہے کہ حقیقی توحید جس کا اقرار خدا ہم سے چاہتا ہے اور جس کے اقرار سے نجات وابستہ ہے یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اپنی ذات میں ہر ایک شریک سے خواہ بت ہو خواہ انسان ہو خواہ سورج ہو یا چاند ہو یا اپنا نفس یا اپنی تدبیر اور مکر فریب ہو منزہ سمجھنا اور اس کے مقابل پر کوئی قادر تجویز نہ کرنا کوئی رازق نہ ماننا کوئی مُعز اور مُذِل خیال نہ کرنا'' کوئی عزت دینے والا، ذلیل کرنے والا خیال نہ کرنا۔ ''کوئی ناصر اور مددگار قرار نہ دینا اور دوسرے یہ کہ اپنی محبت اسی سے خاص کرنا، اپنی عبادت اسی سے خاص کرنا۔ اپنا تذلّل اسی سے خاص کرنا۔ اپنی امیدیں اسی سے خاص کرنا۔ اپنا خوف اسی سے خاص کرنا۔

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفرِ آخرت مکروہ معلوم نہ ہو

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 375)

طالبِ دُعا: جے عظیم احمد ولد مکرم جے وسیم احمد صاحب امیر ضلع محبوب نگر (صوبہ تلنگانہ)

پس کوئی توحید بغیر ان تین قسم کی تخصیص کے کامل نہیں ہو سکتی۔ اوّل ذات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ اس کے وجود کے مقابل پر تمام موجودات کو معدوم کی طرح سمجھنا'' یعنی ختم ہونے والی ہیں ''اور تمام کو ھالکة الذات اور باطلة الحقیقت خیال کرنا۔'' سب چیزیں اپنی ذات میں ہلاک ہونے والی ہیں اور جھوٹی ہیں۔ اس میں مکمل کاملیت نہیں ہے۔ ''دوم صفات کے لحاظ سے توحید یعنی یہ کہ ربوبیت اور الوہیت کی صفات بجز ذات باری کسی میں قرار نہ دینا اور جو بظاہر ربّ الانواع یا فیض رسان نظر آتے ہیں'' جن سے انسان فائدہ اٹھاتا ہے وہ ان کو بھی رب سمجھتا ہے ''یہ اسی کے ہاتھ کا ایک نظام یقین کرنا۔'' نہ کوئی امریکہ ہے، نہ کوئی اسرائیل ہے، نہ کوئی دنیا کی اَور بڑی طاقت ہے بلکہ صرف خدا تعالیٰ کی طاقت ہے۔ اگر مسلمان بھی اس چیز کو پہچان لیں تو یقیناً ان کی کامیابی ہے۔ ''تیسرے اپنی محبت اور صدق اور صفا کے لحاظ سے توحید یعنی محبت وغیرہ شعار عبودیت میں دوسرے کو خدا تعالیٰ کا شریک نہ گرداننا اور اسی میں کھوئے جانا۔''

(سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب، روحانی خزائن جلد 12 صفحہ 349-350)

جس طرح اللہ تعالیٰ سے محبت ہونی چاہیے ویسی کسی اَور سے نہ ہو۔

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ''اب اس زمانہ میں جب خدا نے دیکھا کہ زمین بگڑ گئی اور کروڑ ہا مخلوقات نے شرک کی راہ اختیار کر لی اور چالیس کروڑ سے بھی زیادہ ایسے لوگ دنیا میں پیدا ہو گئے کہ ایک عاجز انسان، مریم کے بیٹے کو خدا بنا رہے ہیں۔'' اس زمانے میں عیسائیوں کی تعداد چالیس کروڑ تھی ''اور ساتھ ہی شراب خواری اور بے قیدی اور دنیا پرستی اور غافلانہ زندگی انتہا تک پہنچ گئی تو خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا کہ تا مَیں ان خرابیوں کی اصلاح کروں۔ سو اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے اور بدعقیدگی اور بداعمالی سے توبہ کر چکا ہے۔'' یہ اس وقت کی بات ہے جب آپؑ نے یہ فرمایا۔ اب تو کروڑوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپؑ کی جماعت میں شامل ہو چکے ہیں۔ اور نشانات کا بھی آپؑ نے ذکر فرمایا کہ ''اور ڈیڑھ سو سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے جس کے اس ملک میں کئی لاکھ انسان گواہ ہیں اور مَیں بھیجا گیا ہوں کہ تا زمین پر دوبارہ توحید کو قائم کروں اور انسان پرستی یا سنگ پرستی سے لوگوں کو نجات دے کر خدائے واحد لاشریک کی طرف ان کو رجوع دلاؤں اور اندرونی پاکیزگی اور راستبازی کی طرف ان کو توجہ دوں۔

چنانچہ مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں ایک تحریک پیدا ہو گئی ہے اور ہزار ہا لوگ میرے ہاتھ پر توبہ کرتے جاتے ہیں اور آسمان سے ہوا بھی ایسی چل رہی ہے کہ اب توحید کے موافق طبیعتیں ہوتی جاتی ہیں اور صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ انسان پرستی کو دنیا سے معدوم کر دے۔ اس ارادہ کے پورا کرنے کے لیے صدہا اسباب پیدا کیے گئے ہیں۔''

(مکتوبات احمد جلد 1 صفحہ 256-257 جدید ایڈیشن)

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بھی وہ مہیا فرمائے ہوئے ہیں اور اس کے ذریعے سے ہم تبلیغ بھی کرتے ہیں اور ہر احمدی کا یہ کام ہے کہ توحید کو پھیلانے کے لیے بھی کوشش کرے۔

آپؑ فرماتے ہیں: ''جہاں تک ہم سے یہ سوال پوچھا جاتا ہے کہ بت پرستی کی تعریف کیا ہے اور ان لوگوں کو کون سی چیز بت پرست بناتی ہے، لازم ہے کہ ان امور کو ہم بیان کریں۔ جاننا چاہیے کہ عبادت، عقاید کا نتیجہ ہے اور اہل حق کے عقاید یہ ہیں کہ خدا ایک ہے اور اللہ جلّ شانہ کی صفات ہمیشہ سے قائم و دائم ہیں یعنی نہ اس کی صفات میں تبدل ہے نہ ہی تغیر'' ہے۔ کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی، کوئی تغیر نہیں ہو سکتا ''اور نہ ابتدا ہے اور نہ انتہا ہے۔ سچا اور حقیقی خدا ابدی اور ازلی ہے۔ کوئی مخلوق نہیں کہ متولد ہو'' یعنی جو کسی ذریعے سے پیدا ہوا ہو۔ جیسا کہ پہلے بھی میں نے بتایا۔ بعضوں کے سوالوں کا جواب اس میں آ گیا کہ سچا اور حقیقی خدا ابدی اور ازلی ہے کوئی مخلوق نہیں کہ متولد ہو۔ وہ پیدا نہیں ہوا۔ ''اور ایسی صفات سے برتر ہے جن کو تسلیم کرنے سے ہمارا دل نفرت کرے۔ اس کی صفات تو ہمارے دل کا اقرار ہیں اور ہمارا دل اس کی صفات سے مانوس ہے۔ وہ ازل سے واحد ہے۔ کون سا دل ہے جو اس کی وحدت کا منکر ہے۔ ابد سے وہ ایک ہے اور کون سا دل ہے جو اس کی تثلیث کا اقرار کرتا ہے۔''

(مکتوبات احمد جلد 5 صفحہ 489، 490)

عیسائی تعلیم یہ ہے ناں کہ تین خدا ہیں۔ تو جو نیک فطرت ہے وہ کوئی اقرار نہیں کر سکتا کہ تثلیث ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''میں تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا ہوں'' عیسائیت میں جو خرابیاں پیدا ہو گئی ہیں ان کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا ہوں ''اس لیے یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے میرے دل پر اس قدر صدمہ پہنچاتا رہا ہے کہ میں گمان نہیں کر سکتا کہ مجھ پر میری تمام زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گذرا ہو بلکہ اگر ہمّ و غم

سے مرنا میرے لیے ممکن ہوتا تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا کہ کیوں یہ لوگ خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کی پرستش کر رہے ہیں اور کیوں یہ لوگ اس نبی پر ایمان نہیں لاتے جو سچی ہدایت اور راہ راست لے کر دنیا میں آیا ہے۔'' یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ایمان نہیں لاتے۔ ''ہر ایک وقت مجھے یہ اندیشہ رہا ہے کہ اس غم کے صدمات سے میں ہلاک نہ ہو جاؤں......'' آپؑ فرماتے ہیں: ''خدا نے قرآن کریم میں سچ فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اس افترا سے آسمان پھٹ جائیں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا جاتا ہے اور میرا اس درد سے یہ حال ہے کہ اگر دوسرے لوگ بہشت چاہتے ہیں تو میرا بہشت یہی ہے کہ میں اپنی زندگی میں اس شرک سے انسانوں کو رہائی پاتے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتے دیکھ لوں اور میری روح ہر وقت دعا کرتی ہے کہ اے خدا اگر میں تیری طرف سے ہوں اور اگر تیرے فضل کا سایہ میرے ساتھ ہے تو مجھے یہ دن دکھلا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سر سے یہ تہمت اٹھا دی جائے کہ گویا نعوذ باللہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ ایک زمانہ گذر گیا کہ میرے پنج وقت کی یہی دعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لاویں اور اس کے رسول کو شناخت کر لیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کریں۔''

(مجموعہ اشتہارات۔ جلد 2 صفحہ 547-548، ایڈیشن 2018ء)

عیسائیت عملاً تو معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ ان کا تثلیث کا نظریہ تو صرف کتابی نظریہ ہی رہ گیا ہے۔ یورپ میں خاص طور پہ بہت کم ہیں جو پریکٹس (practise) کرنے والے ہیں۔ لیکن افریقہ اور ساؤتھ امریکہ میں ابھی بھی ہیں۔ اور جو تثلیث کے نظریے کو چھوڑ بھی رہے ہیں وہ بھی ایک خدا کو نہیں مانتے تو توحید پر قائم کرنے کے لیے ہمیں جس حد تک ہو کوشش کرنی چاہیے کہ یہ پیغام پہنچائیں۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ جس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو بھیجا تھا اور جس توحید کی تعلیم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا اس حقیقی توحید پر ہم عمل کرنے والے بھی ہوں اور دنیا میں پھیلانے والے بھی ہوں کہ اب انسانیت کی بقا کا یہی ایک حل ہے۔ اس کے علاوہ اَور کوئی حل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

نماز کے بعد مَیں دو جنازہ غائب پڑھاؤں گا۔

ایک ہیں مکرم خواجہ ظفر احمد صاحب جو ضلع سیالکوٹ کے سابق امیر تھے۔ آج کل کچھ عرصہ سے امریکہ میں تھے۔ گذشتہ دنوں اکانوے (91) سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم موصی تھے۔

ان کی بیٹی حفصہ حیٔ کہتی ہیں کہ بچپن ہی سے ان کی زندگی کو جماعت کی خدمت میں خلوص، عاجزی اور کامل لگن کے ساتھ گزارتے ہم نے دیکھا ہے۔ خلافت سے ان کی گہری وابستگی ان کی شخصیت کا نمایاں وصف تھا جس نے ان کی اولاد اور اہل خانہ کے دلوں میں بھی خلافت سے محبت اور وفاداری پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔ اور یہ حقیقت بھی ہے۔ بہت وفادار اور نظام جماعت سے اخلاص رکھنے والے شخص تھے۔ ان کو جوانی سے لے کے آخری عمر تک مختلف خدمتوں کی توفیق ملی۔ خدام الاحمدیہ میں ضلع کے قائد کے طور پر، مقامی قائد کے طور پر، پھر مقامی امیر کے طور پر، ضلعی امیر کے طور پر خدمات کا ان کو موقع ملتا رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کا بڑا شوق تھا اور مرکز سے جو وفود جاتے تھے ان کو ہمیشہ اپنے گھر میں ٹھہراتے، ان کی خدمت کیا کرتے تھے۔ بڑی خوش دلی سے ان کی مہمان نوازی کرتے۔ ان کے چہرے پر ایک خاص اطمینان ہوتا جب یہ خدمت کر رہے ہوتے تھے۔ کبھی کسی عہدے دار کے بارے میں کوئی نامناسب بات نہ انہوں نے کہی نہ کبھی سننے کے روادار تھے۔ وہ کبھی اپنے سامنے تنقید کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر ان کو بڑا کامل توکّل تھا۔ کبھی بھی کوئی آزمائش پیش آئی خواہ جماعتی خدمت ہو یا ذاتی زندگی میں تو ہمیشہ ان کی پوری توجہ دعا کی طرف رہی اور اللہ تعالیٰ پر مکمل بھروسہ تھا اور ان کی بیٹی کہتی ہیں ہم نے بھی دیکھا ہے کہ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ نے آپ کی بھرپور مدد فرمائی اور ان کی دعائیں قبول ہوئیں۔ اور اپنی والدہ کی بھی انہوں نے بہت خدمت کی۔ بیمار رہیں تو کئی سال تک بڑے صبر اور محبت سے ان کی خدمت کرتے رہے۔

ان کے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور نواسے نواسیاں اور پڑنواسے وغیرہ شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔

اسی طرح انتظامی لحاظ سے امیر ضلع بھی تھے تو ہر جماعت کا ان کو پتہ تھا۔ چھوٹی سے چھوٹی جماعت جو گاؤں کی تھی اس کا بھی پتہ تھا اور تمام راستوں کا پتہ تھا۔ ضلع کے حالات پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے۔ یہ نہیں کہ صرف امیر بن کے بیٹھے ہیں تو شہر میں رہ رہے ہیں بلکہ یہ ہر جگہ جایا کرتے تھے۔ اور جلسہ سالانہ پہ جب حالات اچھے تھے اور وہاں سیالکوٹ سے بھی جلسہ پہ شامل ہونے والوں کی سپیشل ٹرینیں آیا کرتی تھیں تو بڑے نظم وضبط سے اس کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ بڑی محبت کرنے والی شخصیت تھے اور ہمیشہ اخلاص و وفا سے جیسا کہ میں نے کہا پُر تھے۔ بہت عاجز انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے۔

دوسرا ذکر ہے مکرم اُدراگو حَالیدو (Ouedraogo Halidou) صاحب کا۔ یہ برکینا فاسو کے مقامی احمدی ہیں۔ فوج میں ملازم تھے اور آج کل آیوگیا کے ایک گاؤں میں ڈیوٹی پر متعین تھے کیونکہ وہاں دہشت گردوں نے کافی فساد مچایا ہوا ہے تو 3/مارچ کو ڈیوٹی کے دوران دہشت گردوں کے حملے میں ان کی وفات ہوگئی۔ شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی عمر چالیس سال تھی۔ ایک مخلص خادم تھے۔ 2007ء میں انہوں نے احمدیت قبول کی اور آپ اور آپ کی اہلیہ اپنی فیملی میں اکیلے احمدی تھے۔ باقی کوئی احمدی نہیں تھا ان کے خاندان میں۔

ریجنل مبلغ سعادت صاحب کہتے ہیں۔ مرحوم جماعت کے بہت ہی فعال ممبر تھے اور جماعت اور خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ بڑے نیک، عبادت گزار، مخلص، احمدی نوجوان تھے۔ قائد مجلس خدام الاحمدیہ بھی رہ چکے تھے۔ چندہ جات میں ان کی باقاعدگی تھی۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ فوج کی جاب کے باوجود برکینا فاسو کے جلسہ سالانہ میں ہر سال شامل ہوتے تھے۔ مربیان اور معلمین سے بہت عزت اور احترام سے پیش آتے اور ان کی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ 2008ء میں جب مَیں گھانا دورے پہ گیا ہوں۔ 2005ء میں تو برکینا فاسو بھی گیا تھا لیکن 2008ء میں گھانا گیا ہوں تو وہاں برکینا فاسو کے خدام کا سائیکلوں پہ ایک قافلہ آیا تھا۔ ایک ہزار سے زیادہ کلومیٹر سفر کر کے اور ان کے سائیکل بھی ایسے ہمارے جیسے یہاں کے نہیں ہوتے۔ ٹوٹے پھوٹے سائیکل، ٹوٹی ہوئی سڑکیں اور اس میں انہوں نے ایک ہزار سے زائد کلومیٹر کا سفر کیا ہے۔ یہ گھانا پہنچے اور وہاں مجھے ملے۔ ہمیشہ جلسوں پہ بھی یہ سائیکل پر جایا کرتے تھے۔

سمپوری عبدالرحمٰن (Simpore Abdoul Rehman) صاحب لوکل مشنری کہتے ہیں ان کو جماعت کی بے لوث خدمت کرنے والا اور ہمہ وقت خدمت کے لیے مستعد پایا۔ کسی کام کے لیے بلایا جاتا فوراً لبیک کہتے۔ جلسہ سالانہ اور دیگر تنظیمی اجتماعات میں پوری ذمہ داری سے کام کرتے۔ ان کے کام کی وجہ سے اس طرح devoted تھے کہ لوگ ان کے کام کی وجہ سے ان کو چھوٹا معلم کہا کرتے تھے بلکہ معلم بھی اتنے وقف کی روح سے کام نہیں کرتے جتنا یہ کیا کرتے تھے۔ جب ان کو اپنی فوج میں ابھی کام نہیں ملا تھا تو بڑے فکرمند رہتے تھے کہ مجھے آج کل کوئی کام نہیں۔ میں غریب ہوں اور جماعت کی ترقی میں کس طرح حصہ لے سکتا ہوں۔ بہرحال جب ان کو نوکری ملی تو باقاعدگی سے پھر انہوں نے چندہ ادا کرنا شروع کیا۔ بڑا گہرا تعلق جماعت کے ساتھ تھا۔ جہاں بھی ان کی ٹرانسفر ہوتی وہاں جا کے پہلے جماعتی سینٹر یا مسجد کی تلاش کرتے اور نماز جمعہ وغیرہ میں باقاعدہ آیا کرتے تھے۔

ان کے پسماندگان میں والدہ اور اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ (مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۴/اپریل ۲۰۲۶ء، صفحہ ۲ تا ۸)

✡ ✡ ✡

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

خدا نے جو عام لوگوں کے نفوس میں رؤیا اور کشف اور الہام کی کچھ کچھ تخم ریزی کی ہے وہ محض اس لئے ہے کہ وہ لوگ اپنے ذاتی تجربہ سے انبیاء علیہم السلام کو شناخت کر سکیں اور اس راہ سے بھی اُن پر حجت پوری ہو اور کوئی عذر باقی نہ رہے۔ (لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 226)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر و افراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمال و حسن قرآں نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ✡ قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے
نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ✡ بھلا کیونکر نہ ہو یکتا کلامِ پاکِ رحماں ہے

طالب دعا: محمد نور اللہ شریف صاحب مرحوم و افراد خاندان (جماعت احمدیہ شموگہ، صوبہ کرناٹک)

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

''وفا کو بھی بڑھائیں، اپنے تقویٰ کو بھی بڑھائیں اور خلافت کے ساتھ اپنے تعلق کو بھی بڑھائیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 29/مئی 2015)

طالب دعا: بی۔ ایس۔ عبدالرحیم ولد مکرم شیخ علی صاحب مرحوم (صدر جماعت احمدیہ منگلور، کرناٹک)

ارشاد
حضرت
امیر المومنین
خلیفۃ المسیح الخامس

جب تک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے کامل محبت نہ ہو، نہ ہی دنیا کی محبت میں کمی آ سکتی ہے، نہ ہی انسان کو مرتے وقت دلی سکون مل سکتا ہے اور نہ ہی مرتے وقت کی بے چینی دور ہو سکتی ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14/ستمبر 2018ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

سیرت النّبی ﷺ

از تحریرات و فرمودات
(سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)
(تحقیق و ترتیب: آصف احمد خان)

باب اول (قسط نمبر 5)

عرب و عجم قبل از اسلام اور آنحضور ﷺ کے آباء و اجداد

عیسائیوں کا بدکاری میں اول نمبر ہونے کا سبب:

بزرگ پادری باس ورتھ اور فاضل قسیس ٹیلر نے حال ہی کے زمانہ میں کس صفائی سے انہیں باتوں پر لیکچر دیئے ہیں اور کس زور سے اس بات کو ثابت کیا ہے کہ عیسائی مذہب کی قدیم بدچلنیوں نے اس کو ہلاک کر دیا ہے چنانچہ قوم کے فخر پادری باس ورتھ صاحب اپنے لیکچر میں باآواز بلند بیان کرتے ہیں کہ عیسائی قوم کے ساتھ تین لعنتیں لازم ملزوم ہو رہی ہیں جو اس کو ترقی سے روکتی ہیں۔ وہ کیا ہیں۔ زنا کاری۔ شراب خواری۔ قمار بازی۔ غرض اس زمانہ میں سب سے زیادہ یہ عیسائیوں کا ہی حق تھا کہ وہ بدکاریوں کے میدانوں میں سب سے پہلے رہیں۔ کیونکہ دنیا میں انسان صرف تین وجہ سے گناہ سے رک سکتا ہے (۱) یہ کہ خدا تعالیٰ کا خوف ہو (۲) یہ کہ کثرت مال جو بدمعاشیوں کا ذریعہ ہے اس کی بلا سے بچے (۳) یہ کہ ضعیف اور عاجز ہو کر زندگی بسر کرے حکومت کا زور پیدا نہ ہو۔ مگر عیسائیوں کو ان تینوں روکوں سے فراغت ہو چکی تھی اور کفارہ کے مسئلہ نے گناہ پر دلیر کر دیا تھا اور دولت اور حکومت ظلم کرنے کے لئے معین ہو گئے تھے۔ پس چونکہ دنیا کی راحتیں اور نعمتیں اور دولتیں ان پر بہت وسیع ہو گئی تھیں اور ایک زبردست سلطنت کے وہ مالک بھی ہو گئے تھے اور پہلے اس سے ایک مدت تک فقر و فاقہ اور تکالیف شاقہ میں مبتلا رہ چکے تھے اس لئے دولت اور حکومت کو پا کر عجیب طوفان فسق و فجور ان میں ظاہر ہوا اور جس طرح پُرزور سیلاب آنے کے وقت بند ٹوٹ جاتا ہے اور پھر بند ٹوٹنے سے تمام اردگرد کھیتوں اور آبادی کی شامت آجاتی ہے اسی طرح ان دنوں میں وقوع میں آیا کہ جب عیسائیوں کو تمام اسباب شہوت رانی کے میسر آ گئے۔ اور دولت اور قوت اور بادشاہت میں تمام دنیا کے طاقتوروں سے اول نمبر پر ہو گئے۔ تو جیسے ایک سفلہ آدمی فقر و فاقہ کا مارا ہوا دولت اور حکومت پا کر اپنے لچھن دکھلاتا ہے وہ سارے لچھن ان لوگوں نے دکھلائے اول وحشیوں اور سخت ظالموں کی طرح وہ خونریزیاں کیں اور ناحق بے موجب کئی لاکھ انسانوں کو قتل کیا اور وہ بے رحمیاں دکھلائیں جن سے بدن کانپ اٹھتا ہے اور پھر امن اور آزادی پا کر دن رات شراب خوری، زنا کاری، قمار بازی میں شغل رکھنے لگے۔ چونکہ ان کی بدبختی سے کفارہ کی تعلیم نے پہلے ہی ان کو بدکاریوں پر دلیر کر دیا تھا اور صرف ستر بی بی از بے چادری کا مصداق تھی۔ اب جو چھپی بھی ان کے گھر میں آ گئی تو پھر کیا تھا ہر یک بدکاری پر ایسے ٹوٹ پڑے جیسے ایک زوردار سیلاب اپنے چلنے کی ایک کھلی کھلی راہ پا کر زور سے چلتا ہے اور ملک پر ایسا بد اثر ڈالا کہ غافل اور نادان عرب بھی انہیں کے بد اثر سے پیسے گئے وہ تو اُمّی اور ناخواندہ تھے۔ جب انہوں نے اپنے اردگرد عیسائیوں کی بداعمالیوں کا طوفان پایا تو اس سے متاثر ہو گئے۔ یہ بات بڑی تحقیق سے ثابت ہوئی ہے کہ عربوں میں قمار بازی اور شراب خوری اور بدکاری عیسائیوں کے خزانہ سے آئی تھی اخطل عیسائی جو اس زمانہ میں ایک بڑا شاعر گذرا ہے۔ جس کا دیوان بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور حال میں بیروت میں ایک عیسائی گروہ نے بڑے اہتمام اور خوبصورتی سے وہ دیوان چھاپ کر جابجا شائع کیا ہے چنانچہ اس ملک میں بھی آ گیا ہے اس دیوان میں کئی ایک شعر اس کی یادگار ہیں۔ جو اس کی اور اس وقت کے عیسائیوں کی اندرونی حالت کا نقشہ ظاہر کر رہے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے

بَانَ الشباب و ربما علّلته بالغانیات
وبالشراب الاصہب

یعنی جوانی مجھ سے جدا ہو گئی اور میں نے اس کے روکنے کے لئے کئی مرتبہ اور بہت دفعہ یہ حیلہ کیا ہے کہ خوبصورت عورتوں اور سرخ شراب کے ساتھ اپنا شغل رکھا ہے۔ اب اس شعر سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شخص باوجود پیرانہ سالی اور عیسائیوں کا ایک بزرگ فاضل کہلانے کے پھر بھی زنا کاری کی ایک خراب حالت میں مبتلا رہا اور زیادہ قابل شرم بات یہ کہ بڈھا ہو کر بھی بدکاری سے باز نہ آیا اور نہ صرف اسی پر بس کرتا تھا بلکہ شراب پینے کا بھی نہایت درجہ عادی تھا۔ اخطل کی لائف پر اطلاع رکھنے والے اس بات کو خوب جانتے ہیں کہ وہ اس زمانہ کی عیسائی قوم میں بہت ہی معزز اور علم اور فضیلت کی رو سے گویا ان میں صرف ایک ہی تھا اور اس کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہ صرف اس خیال کو جو کفارہ کے مسئلہ سے اس کو ملا تھا شاعرانہ لباس میں ادا کرتا بلکہ وہ پادریوں کا بھی منصب رکھتا تھا۔ اور جن گرجاؤں کا اس نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ وہ ان میں ایک پیشرو پادری کی حیثیت سے بلاناغہ جاتا تھا اور سب لوگ اسی کے نقش قدم پر چلتے تھے کیا اس زمانہ کے تمام عیسائیوں میں سے اس کے یگانہ روزگار ہونے میں یہ کافی دلیل نہیں کہ کروڑہا عیسائیوں اور پادریوں میں سے صرف وہی اس زمانہ کا ایک آدمی ہے جس کی یادگار تیرہ سو برس میں اس زمانہ میں پائی گئی غرض عیسائیوں میں سے صرف ایک اخطل ہی ہے جو پرانے عیسائیوں کے چال چلن کا نمونہ بطور یادگار چھوڑ گیا۔ اور نہ صرف اپنا ہی نمونہ بلکہ اس نے گواہی دے دی کہ اس وقت کے تمام عیسائیوں کا یہی حال تھا اور درحقیقت وہی چال چلن بطور سلسلہ تعامل کے اب تک یورپ میں چلا آتا ہے عیسائی مذہب کا پایہ تخت ملک کنعان تھا اور یورپ میں اسی ملک سے یہ مذہب پہنچا اور ساتھ ہی ان تمام خرابیوں کا تحفہ بھی ملا۔ غرض اخطل کا دیوان نہایت قدر کے لائق ہے جس نے اس وقت کے عیسائی چال چلن کا تمام پردہ کھول دیا اور تاریخ پتہ نہیں دے سکتی کہ اس زمانہ کے عیسائیوں میں سے کوئی اور بھی ایسا ہے جس کی کوئی تالیف عیسائیوں کے ہاتھ میں ہو۔ ہمیں اخطل کی سوانح پر نظر ڈالنے کے بعد ماننا پڑتا ہے کہ وہ انجیل سے بھی خوب واقف تھا کیونکہ اس نے اس وقت کے تمام عیسائیوں اور پادریوں سے خصوصیت کے ساتھ وہ علمیت اور قابلیت دکھلائی کہ اس وقت کے عیسائیوں اور پادریوں میں سے کوئی بھی دکھلا نہ سکا۔ بہرحال ہمیں ماننا ہی پڑا کہ وہ اس وقت کے عیسائیوں کا ایک منتخب نمونہ ہے۔ مگر ابھی آپ سن چکے ہیں کہ وہ اس بات کا اپنے منہ سے اقراری ہے کہ میں خوبصورت عورتوں اور عمدہ شراب کے ساتھ پیرانہ سالی کے ملال کو دفع کرتا ہوں۔ اور اس وقت کے شعراء کا بھی یہی محاورہ تھا کہ وہ اپنی بدکاریوں کو انہیں الفاظ سے ادا کرتے تھے اور وہ لوگ حال کے نادان شاعروں کی طرح صرف فرضی خیالات کی بندش نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی زندگی کے واقعات کا نقشہ کھینچ کر دکھلا دیتے تھے اسی وجہ سے ان کے دیوان محققوں کی نظر میں نکمے نہیں سمجھے گئے۔ بلکہ تاریخی کتب کا ان کو پورا مرتبہ دیا گیا ہے اور وہ پرانے زمانہ کے رسوم اور عادات اور جذبات اور خیالات کو کامل طور پر ظاہر کرتے ہیں اسی واسطے اہل اسلام نے جو علم دوست ہیں ان کے قصائد اور دیوانوں کو ضائع نہیں کیا تاکہ ہر زمانہ کے لوگ بچشم خود معلوم کر سکیں کہ اسلام سے پہلے عرب کا کیا حال تھا اور پھر اسلام کے بعد قادر خدا نے کس تقویٰ اور طہارت سے ان کو رنگین کر دیا‘‘

(نور القرآن ا۔ روحانی خزائن۔ جلد 9۔ حاشیہ صفحہ 341 تا 346)

(سیرت النبی ﷺ، صفحہ 15 تا 17، مطبوعہ کینیڈا 2018)

❀❀❀

اعلان برائے داخلہ جامعہ احمدیہ قادیان
جامعہ احمدیہ قادیان میں امسال یکم اپریل سے داخلے شروع ہیں
برائے مربی کورس (7 سال)/شارٹ ٹرم معلم کورس (2.5/3.5 سال)

جامعہ احمدیہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قائم کردہ وہ مقدس ادارہ ہے جہاں سے اب تک سینکڑوں علماء اور مبلغین کرام فارغ التحصیل ہو کر دُنیا بھر میں اسلام کی حقیقی تعلیمات کو دُنیا کے کونوں تک پہنچانے کا فریضہ ادا کر رہے ہیں۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی کئی مواقع پر احمدی طلباء کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قائم کردہ اس مقدس دینی ادارہ سے تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ لہٰذا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کی روشنی میں زیادہ سے زیادہ واقفین نو اور غیر واقفین نو طلباء کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیکر دینی تعلیم حاصل کر کے سلسلہ کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا چاہئے۔

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال جامعہ احمدیہ میں یکم اپریل سے (سات سالہ مربی کورس، شارٹ ٹرم معلم کورس اور مدرستہ الحفظ) کے لئے داخلہ کی کاروائی شروع ہو جائے گی۔ لہٰذا وہ طلباء جن کے میٹرک یا 2+ کے امتحان مکمل ہو گئے ہیں، اور وہ جامعہ احمدیہ میں یا شارٹ ٹرم معلم کورس میں داخلہ لینا چاہتے ہیں وہ شعبہ وقف نو بھارت یا نظارت تعلیم سے رابطہ کریں اور جلد سے جلد داخلہ فارم برائے جامعہ احمدیہ پُر کر کے دفتر وقف نو بھارت (نظارت تعلیم) میں بھجوائیں۔

داخلہ کے لئے درج ذیل شرائط ہیں:

(1) میٹرک پاس طالب علم کے لئے عمر کی حد 17 سال اور 2+ پاس طالب علم کے لئے 19 سال ہے۔ عمر کی حد میں حفاظ کرام کو استثنائی طور پر رعایت دی جاسکتی ہے۔

(2) جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت طلباء کا انٹرویو اور تحریری ٹیسٹ لے گی اور جامعہ احمدیہ کے لئے Select کریگی۔ تحریری ٹیسٹ میں قرآن مجید، اسلام، احمدیت، دینی معلومات، اُردو، انگریزی اور جنرل نالج سے متعلق سوالات ہوں گے۔

(3) تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو میں کامیاب ہونے والے طلباء کا نور ہسپتال قادیان سے میڈیکل ٹیسٹ ہوگا۔ تحریری ٹیسٹ، انٹرویو اور میڈیکل ٹیسٹ میں پاس ہونے والے طلباء کو سیدنا حضور انور کی منظوری سے جامعہ احمدیہ میں داخلہ دیا جائے گا۔

(4) اسی طرح شادی شدہ اور گریجویٹ احباب کے لئے شارٹ ٹرم معلم کورس کا دورانیہ ڈھائی سال مقرر ہے جس میں دو سال (24 ماہ) تدریس اور 6 ماہ ٹریننگ شامل ہے۔ جبکہ میٹرک/2+ پاس اور انڈر گریجویٹ کے لئے معلم کورس کا دورانیہ ساڑھے تین سال مقرر ہے جس میں 3 سال تدریس اور 6 ماہ ٹریننگ شامل ہے۔

(5) داخلہ فارم بذریعہ Mail منگوانے کے لئے ایڈریس:

qdnwaqfenau@gmail.com

WAQF-E-NAU DEPARTMENT (NAZARAT TALEEM)
Darul Balagh,CIVIL LINE,QADIAN
DISTRICT:GURDASPUR,PUNJAB(INDIA)PIN:143516
CONTACT:01872-500975

(صدر نیشنل کیریئر پلاننگ کمیٹی وقف نو بھارت)

ذکر خیر

مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ درویش مرحوم قادیان

(عبدالرحیم گجر واقف زندگی قادیان)

درویشان قادیان نے قادیان کی مقدس بستی کی نہایت پُرآشوب وقت میں نگہبانی کرکے اپنا حق ادا کرنے کی بھرپور کوشش کی اور دین کو دنیا پر ہمہ وقت مقدم رکھا اور غربت اور تنگی کے حالات کو اپنے اوپر وارد کرکے شعائر اللہ کی حفاظت کی اور کبھی بھی وہ دنیا کی چکاچوند سے متاثر نہ ہوئے بلکہ وہ ایک للٰہی رنگ میں رنگے گئے اور سادہ زندگی گزار دی۔ قادیان کی عظمت اور اس کی حفاظت کی خاطر ہر قربانی دی۔ چنانچہ ان کی قربانیاں تاریخ احمدیت میں سنہری حرفوں سے رقم کی جائیں گی اور آئندہ یہ درویشوں کی جماعت اپنی قربانیوں اور اپنی خوبیوں کی وجہ سے نسل در نسل یاد کی جایا کرے گی۔ ان کے حالات پڑھ کر انسان عش عش کرتا ہے کہ کس جذبہ اور ولولہ سے ان لوگوں نے قادیان کی نگہبانی کی اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرتے گئے اور زندگی کی آخری سانس تک حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سے کئے گئے عہد کو نبھایا اور اسی پاک سرزمین کی حفاظت کو اپنا مقصود سمجھا اور آخر زندگی کے دن مکمل ہونے کے بعد اسی زمین میں مدفون ہیں۔ اللھم اغفر لھم وارحمھم و ادخلھم الجنۃ۔

ان درویشان میں سے مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ درویش مرحوم کا اس وقت ذکر خیر کرنا چاہتا ہوں۔ مرحوم کے ساتھ خاکسار کا ایک خاص تعلق تھا۔ ان کی خاص شفقت و محبت کی وجہ سے کچھ عرصہ سے خاکسار کو ان کی یاد ستارہی تھی اور اندر ہی اندر ایک قلق پیدا ہوا جارہا تھا۔ سوچا کہ مختصراً ان کا ذکر سپرد قلم کروں تاکہ پڑھنے والے ان کی مغفرت کیلئے دعائیں کریں۔

مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ درویش مرحوم 15/جون 1927ء کو چک 438.جی بی لائل پور (حال فیصل آباد پاکستان) میں مکرم چوہدری عبدالغنی صاحب بھٹہ ریٹائرڈ آرمی حوالدار میجر اور محترمہ غلام فاطمہ صاحبہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ آپ اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے۔ چار بہنیں تھیں۔ دو ان سے بڑی تھیں اور دو ان سے چھوٹی تھیں۔ چار بہنوں کا ایک بھائی سب کی آنکھ کا تارا تھا۔ پارٹیشن کے وقت 1947ء میں 313 نوجوان مردوں کو دارالمسیح کی حفاظت کیلئے اجازت دی گئی جو درویش کہلائے اور مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ کو ان تین سو تیرہ درویشان میں درویش نمبر 73 کا خطاب ملا۔

مرحوم کی ایک بیٹی ہے جن کا نام مکرمہ طاہرہ جاوید صاحبہ ہے جو مکرم حافظ محمد انور جاوید صاحب مقیم امریکہ سے بیاہی ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو مرحوم کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرماتا رہے آمین۔

مرحوم کی خوبیوں کا کوئی شمار نہ تھا اور ماشاءاللہ ان کے اخلاق کا ایک خاص اثر دوسروں پر پڑتا تھا۔ میں نے جو مشاہدہ کیا ہے وہ خلاصۃً یہ ہے کہ موصوف جماعت کے سچے غمخوار اور لوگوں کے ہمدرد تھے، بے لوث خدمت کرنے والے اور ایک وفاشعار بزرگ تھے۔ تبلیغ اسلام اور احمدیت ان کی رگ و پے میں ودیعت تھی۔

1947ء کے فسادات کے بعد پنجاب میں مسلمان تھوڑے ہی رہ گئے تھے اور اکثریت پاکستان ہجرت کرکے چلی گئی تھی۔ اسی طرح احمدی آبادی بھی ربوہ منتقل ہوگئی اور یوں داغ ہجرت کا الہام پورا ہوگیا تھا۔

پنجاب میں بچے کھچے قلیل مسلمانوں کو جماعت احمدیہ سے جوڑنے کیلئے اور ان کی تربیت کے واسطے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے مرکز کو خاص ہدایت فرمائی تھی اور ایک مہم کے تحت تبلیغ و تربیت کے پروگرام بنائے گئے تھے۔

اُس وقت مکرم حکیم بدرالدین عامل بھٹہ صاحب مرحوم لوکل انجمن احمدیہ قادیان میں جنرل سیکرٹری تھے تو ان کے ذمہ بھی یہ کام ہوا۔ ان کی زیرنگرانی بھی پنجاب میں تبلیغی کام شروع ہوگیا اور کئی تبلیغی ٹیمیں بنیں۔ ان ٹیموں میں ایک ٹیم مکرم قاری نواب احمد گنگوہی صاحب، مکرم حافظ اسلام الدین صاحب، مکرم مولوی بشیر احمد خادم صاحب مرحوم، مکرم مولوی حفیظ احمد شیخوپوری وغیرہ پر مشتمل تھی۔ اس ٹیم کے ذریعہ خاکسار کو احمدیت کا پیغام پہنچا اور آخر خاکسار نے متاثر ہوکر اور سچائی جان کر احمدیت قبول کرلی اور بیعت کی سعادت پائی۔ مکرم قاری نواب احمد گنگوہی صاحب گجر قوم سے تعلق رکھتے تھے یہ بھی ایک سبب بنا کہ خاکسار جلد ان داعیین الی اللہ کی وعظ و دعوت سے متاثر ہوا۔

بیعت کرنے کے بعد خاکسار قادیان آگیا اور یہاں لنگرخانہ (دارالضیافت) میں رہائش تھی اور مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ مرحوم کی زیرنگرانی میں رہ رہا تھا۔ مضافاتِ قادیان سے اور بھی بچے تربیت کیلئے آئے ہوئے تھے اور وہ بھی لنگرخانہ میں مقیم تھے۔ یہاں ہم سب بچوں کو بہت ہی پیار اور محبت اور شفقت سے رکھا گیا۔ مرحوم کے علاوہ باقی دوسرے درویشان قادیان کی شفقت بھی ملتی رہی فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ درویش مرحوم پیشہ سے ایک حکیم تھے اور طبابت کیا کرتے تھے اور اس سے ان کی گزراوقات ہوجاتی تھی۔ آپ ہم سب نومبائع بچوں کی اپنی جیب سے تواضع کیا کرتے تھے اور کوشش کیا کرتے تھے کہ ہمیں کسی قسم کی دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے اور ہماری ضرورتوں کا خاص خیال رکھتے تھے۔

چونکہ خاکسار کا تعلق گجر فیملی سے تھا اس وجہ سے خاکسار کو دودھ پینے کی عادت تھی۔ اس امر کو محسوس کرتے ہوئے مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم اپنی جیب سے اخراجات کرکے خاکسار کو کچھ عرصہ دودھ مہیا فرماتے رہے۔ ان کی اس ہمدردی کی عادت نے مجھے ان کا گرویدہ بنادیا تھا اور خاکسار پر ان کا ایک بہت اچھا اثر تھا جس کی وجہ سے ان کی یاد ہمیشہ تازہ رہتی ہے اور دل سے ان کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ غریق رحمت کرے آمین۔

جیسا کہ میں نے تحریر کیا ہے کہ مرحوم ایک طبیب تھے اور مضافات سے لوگ علاج و معالجہ کے لئے ان کے پاس آتے رہتے تھے۔ اسی سے ان کی آمدن ہوتی تھی۔ لیکن یہاں بھی خاص بات یہ ہے کہ موصوف غرباء کا فری علاج کیا کرتے تھے اور کمزوروں کا سہارا تھے، ضرورتمندوں کی ضرورت پوری کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کا یہ نیک سلوک اور بیماروں کو اچھا علاج مہیا کرنا، اپنے حسین اخلاق سے متاثر کرنا ان کی تبلیغی مہم کی کامیابی کا ایک بہت بڑا ذریعہ بنتا تھا۔

خاکسار یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہے کہ جب ہم تربیت کی غرض سے لنگرخانہ میں آئے (غالباً 1985ء کی بات ہے) تو اس وقت لنگرخانہ میں صرف دو ٹائم کا کھانا ملتا تھا۔ دوپہر کے کھانے کا انتظام نہیں ہوتا تھا کیونکہ اس زمانہ میں وسائل محدود تھے۔ مکرم حکیم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ درویش مرحوم کے ذریعہ ہم نے انتظامیہ کو درخواست کی کہ دوپہر کو بھی طعام کا کچھ انتظام کیا جائے جس پر ازراہ شفقت یہ انتظام ہوگیا۔ اس وقت مکرم وحیدالدین شمس صاحب افسر لنگرخانہ ہوا کرتے تھے۔ الحمدللہ پھر یہ سلسلہ قائم رہا کیونکہ حالات آہستہ آہستہ سازگار ہوتے گئے اور آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا ہے اور دنیا کے کونے کونے سے احمدی زیارت قادیان کی غرض سے یہاں آتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ کا لنگرخانہ جاری و ساری ہے اور دنیا کے مختلف ملکوں میں اس لنگرخانہ کی شاخیں قائم ہوچکی ہیں اور یوں یہ مائدہ وسیع ہوتا جارہا ہے فالحمد للہ علیٰ ذالك۔

بیعت کرنے کے کچھ عرصہ بعد خاکسار نے دیہاتی معلمین کے کورس میں داخلہ لیکر معلم کورس کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے انڈیا کے مختلف صوبوں میں لمبا عرصہ خدمت دین کرنے کی توفیق ملتی رہی۔ چنانچہ خدمت کے دوران تبلیغ کا بھی بہت موقع ملا اور متعدد افراد کو حلقہ بگوش احمدیت کرنے کی سعادت بھی خاکسار کو ملی اور آج ان افراد کے خاندان اور فیملیز احمدیت میں ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اخلاص و وفا میں یہ لوگ بڑھے ہوئے ہیں۔

خاکسار کا رشتہ قادیان میں مکرم بدرالدین عامل صاحب مرحوم درویش نے ہی کرایا۔ چنانچہ خاکسار کی شادی مکرم مظہر حسین صاحب صابر مرحوم درویش کی چھوٹی بیٹی سے ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے دو بچے عطا فرمائے جو دونوں وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہیں اور دونوں ڈاکٹر بن رہے ہیں۔ مکرم مظہر حسین صاحب صابر مرحوم درویش جو خاکسار کے خسر ہیں، حکیم صاحب مرحوم کے بڑے مداح تھے اور ہمیشہ ان کی خوبیوں اور حسن و احسان کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔

خاکسار جو ایک پسماندہ خاندان سے تعلق رکھتا تھا اللہ تعالیٰ نے کہاں سے لاکر اس مقدس بستی میں آنے کی سعادت بخشی اور پھر اس بستی کے محافظوں/درویشوں کی صحبت سے فیضیاب ہونے کا موقع دیا اور پھر انہی میں رشتہ داری ہوئی اور پھر یہ کہ خدمت دین کا بھی موقع ملا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان درویشوں پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔ خاکسار مکرم بدرالدین عامل صاحب بھٹہ مرحوم درویش کیلئے دعاگو ہے اور قارئین سے بھی ان کی مغفرت اور بلندی درجات کے لئے درخواست گزار ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی پاک تعلیم اور نصائح پر عمل کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق بخشے اور درویشان قادیان کی قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے ہم اور ہماری نسلیں ہمیشہ اس مقدس بستی قادیان دارالامان کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ آمین۔

❀❀❀

خانپور ملکی میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

مورخہ 29.03.26 بروز اتوار بعد نماز مغرب وعشاء احمدیہ مسجد خانپور ملکی میں زیر صدارت مکرم مبین اختر صاحب نائب صدر خانپور ملکی جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام منعقد ہوا جس کا آغاز مکرم نذر الاسلام صاحب کی تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعدہٗ ایک نظم عزیزم مدبر احمد قائد مجلس خانپور ملکی نے خوش الحانی سے سُنائی۔ پھر جلسہ کی پہلی تقریر مکرم سیّد عبدالنصیر صاحب نے کی۔ پھر دوسری نظم عزیزم عدیل احمد نے خوش الحانی سے سُنائی۔ اس سلسلہ کی دوسری تقریر مکرم نذر الاسلام صاحب نے ظہور امام مہدی کے تعلق سے کی۔ جس کے بعد جلسہ کی تیسری نظم عزیزم عاصف مختار صاحب نے خوش الحانی سے سُنائی۔ جلسہ کی تیسری تقریر مکرم طارق اختر صاحب نے کی۔ خاکسار نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ظہور امام مہدی کے تعلق سے اور حضور انور کے زریں نصائح کے تعلق سے تقریر کی۔ آخر پر صدارتی خطاب میں صدر اجلاس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں احباب جماعت کو نصائح فرمائیں۔ دعا کے بعد جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ پردے کی رعایت سے مستورات نے بھی اس جلسہ کو سُنا۔ بعدہٗ شیرینی تقسیم کی گئی۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کے مثبت نتائج مرتب فرمائے۔ آمین۔

(سیّد آفاق احمد معلم جماعت احمدیہ خانپور ملکی بہار)

مجلس عرفان

● ہم نوجوان کو کیسے سمجھائیں کہ مسلم اور احمدی پہچان پر فخر کریں ● قیامت کے دن کونسی چیز زیادہ وزن رکھے گی ● ہم خدام کو تبلیغ کی طرف کیسے راغب کریں

● نوجوان نسلیں ذاتی شوق اور خدمت انسانیت پر پیشے کا انتخاب کیسے کرسکتی ہیں

● مغربی ممالک کی سخت پالیسیوں میں جن میں کہ صرف ایسے لوگوں کیلئے وہاں جانے کی گنجائش رہتی ہے جو اپنے ہُنر میں ماہر ہیں۔ باقی افراد کیلئے کیا رہنمائی ہے

مجلس خدام الاحمدیہ ساؤتھ ایسٹ امریکہ کے ایک وفد کی امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات

مورخہ ۵/جنوری ۲۰۲۵ء کو امام جماعتِ احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ کے ساؤتھ ایسٹ ریجن کے ایک سولہ (۱۶) رکنی وفد کو بالمشافہ ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ خدام نے خصوصی طور پر اس ملاقات میں شرکت کی غرض سے امریکہ سے برطانیہ کا سفر اختیار کیا۔ یہ ملاقات اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں منعقد ہوئی۔

جب حضورِانور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے تمام حاضرین کو السلام علیکم کا تحفہ پیش فرمایا۔

دورانِ ملاقات حضورِانور نے ہر خادم سے انفرادی گفتگو فرمائی اور ان سے ان کے پیشہ جات اور خاندانی پسِ منظر وغیرہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔

بعدازاں خدام کو حضورِانور کی خدمتِ اقدس میں سوالات پیش کرنے اور ان کی روشنی میں بیش قیمت راہنمائی حاصل کرنے کا موقع بھی ملا۔

ایک خادم نے سوال کیا کہ پیارے حضور! ہم اپنے نوجوانوں کو کیسے سمجھائیں کہ مسلم اور احمدی پہچان پر فخر کریں چاہے سوسائٹی کا دباؤ یا دوستوں کا سلوک الگ ہو؟

حضورِانور نے اس پر مفصّل راہنمائی فراہم کرتے ہوئے بیان کیا کہ اب جو زیادہ تر نئی نسل آئی ہے وہ تو immigrants (مہاجرین) ہی آرہے ہیں۔ کوئی تھائی لینڈ سے، کوئی سری لنکا سے، کوئی نیپال سے، کوئی ملائیشیا سے۔ ان سے کہو کہ پاکستان سے کیوں نکلے تھے؟ اس لیے نکلے تھے کہ وہاں تمہیں مذہب کی آزادی نہیں تھی، یہاں آ کے تم کم ازکم اپنے آپ کو مسلمان تو declare کر سکتے ہو۔ جو اس طرح کے immigrants آئے ہیں، ان کو تو اس طرح سمجھاؤ کہ تم لوگ یہاں ایک احمدی کی حیثیت سے آئے ہو تا کہ مسلمان ہونے کی آزادی ہو اور practice کرو، اس لیے اپنے آپ پر فخر کرو کہ تم مسلمان ہو۔ دوسرے جو یہاں پیدا ہوئے ہوئے ہیں، ان کو کہو کہ اسلام وہ مذہب ہے جو اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ آخری شریعتی مذہب ہے، بڑا comprehensive ہے۔ ہر چیز اس میں موجود ہے۔ اس لیے کسی قسم کے complex کی ضرورت نہیں۔

حضورِانور نے مزید فرمایا کہ دنیا میں اس وقت سوائے قرآنِ کریم کے کوئی بھی مذہب ایسا نہیں جس کی شریعت اور کتاب اپنی original form میں موجود ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ قرآنِ کریم ایک ایسی کتاب ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے کہا تھا کہ یہ ہمیشہ preserve اور intact رہے گی اور اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کے مطابق کیا ہے۔

اس لیے ہمیں اس بات پر فخر ہونا چاہیے کہ ہماری شریعت ہی ایک ایسی شریعت ہے جو اپنی original form میں ہے اور چودہ سو سال سے قائم ہے اور اس میں بڑی comprehensive تعلیم دی گئی ہے، ہر چیز کو اس میں cover کر لیا ہے۔ اس پر ہمیں کسی قسم کا کمپلیکس نہیں ہونا چاہیے۔

حضورِانور نے واضح کیا کہ دنیا دار سمجھتا ہے کہ ہم نے دنیا کمالی اور دنیا کے پیچھے چل کے بعض دفعہ لوگ کمپلیکس میں آجاتے ہیں۔ لیکن اسلام کی تعلیم ایسی ہے کہ جس نے قرآنِ شریف میں دین، دنیا، سائنس، بزنس اور خدمتِ انسانیت غرض ہر ایک قسم کی تعلیم دے دی۔ تو اتنی comprehensive تعلیم ہے کہ جس کا کوئی اور مقابلہ ہی نہیں کرسکتا۔ قرآنِ شریف میں اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا کہ لوگ سوال کرتے ہیں کہ یہ کیسی کتاب ہے کہ جس نے ہر چیز کو cover کر لیا ہے۔ تو اس جیسی کتاب کو ماننے والے جو ہوں ان کو کسی کمپلیکس کی ضرورت کیا ہے؟

اس لیے ضروری ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ ہم مسلمان اور احمدی مسلمان ہیں۔ اس زمانے میں جو اللہ تعالیٰ نے مسیح موعودؑ کو بھیجنے کا وعدہ کیا تھا، اس کو ہم نے مان لیا، اس لیے ہمیں کسی قسم کے کمپلیکس کی ضرورت نہیں۔ بلکہ ہم نے دنیا کو اپنے پیچھے چلانا ہے، ہم نے گائیڈ بننا ہے اور دنیا کو اپنے پیچھے چلانے والا بنانا ہے۔ اس لیے اس کمپلیکس کو چھوڑ دو۔ تو اس طرح مختلف situations میں دیکھو کہ کس قسم کے سوال اُٹھتے ہیں تو ان کا جواب دو، ان کو tackle کرو، مربیان سے پوچھو اور جہاں سمجھ نہیں آتی تو مجھ سے پوچھو۔

ایک خادم نے حضورِانور سے دریافت کیا کہ قیامت کے دن کون سی چیز زیادہ وزن رکھے گی، ہمارے نیک اعمال یا ہمارے دین کی حالت؟

حضورِانور نے اس کا جواب دیتے ہوئے سوال میں نشاندہی کردہ دونوں پہلوؤں یعنی نیک اعمال اور دینی حالت کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ دیکھیں دونوں باتیں بہت ضروری ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ جو بھی ایمان رکھتے ہیں، اس کے مطابق عمل کریں، اگر آپ کہیں کہ مَیں مسلمان ہوں اور اگر آپ اپنی پنج وقتہ نمازیں ہی ادا نہیں کر رہے تو پھر آپ اللہ تعالیٰ کے ارشادات اور احکامات پر عمل تو نہیں کر رہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نے جنّ اور اِنس کو پیدا کیا، ان میں بعض امیر ہیں اور بعض دوسرے عام لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں کو اپنے احکامات پر عمل کرنے کے لیے اور اپنی عبادت بجالانے کے لیے پیدا کیا۔

حضورِانور نے مزید فرمایا کہ اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت بجالانا بہت ضروری ہے اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتا ہے کہ آپ کی دعائیں قبول نہیں ہوں گی اگر آپ بنی نوع انسان کے لیے اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھا رہے اور بنی نوع انسان کے حقوق ادا نہیں کر رہے۔ تو یہ دونوں باتیں بہت ضروری ہیں۔

حضورِانور نے توجہ دلائی کہ اگر آپ سچ نہیں بولتے، اگر آپ جھوٹے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ یہ نیک عمل نہیں ہے۔ اگر آپ بنی نوع انسان کی خدمت نہیں کر رہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں تم سے خوش نہیں ہوں۔ اگر آپ اپنے والدین کی خدمت نہیں کر رہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پھر مَیں تمہاری دعائیں قبول نہیں کروں گا اور اگر آپ اپنے دیگر ساتھیوں کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کر رہے اور ان کے ساتھ امن سے نہیں رہ رہے تو پھر اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول نہیں فرمائے گا۔

آخر میں حضورِانور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی اوّل الذکر ہدایت کا ایک مرتبہ پھر اعادہ فرمایا کہ یہ دونوں باتیں ضروری ہیں۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مَیں دو ہی بنیادی مقاصد لے کر آیا ہوں، ایک یہ کہ بنی نوع انسان کو اپنے خالق سے قریب لایا جائے اور دوسرا یہ کہ انہیں بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دلائی جائے۔ تو یہ وہ دو باتیں ہیں، جن پر ہم نے عمل کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر آپ ان دونوں باتوں پر عمل کریں گے تو پھر آپ کامل مسلمان بنیں گے اور خدا آپ سے خوش ہوگا۔

ایک خادم نے حضورِانور سے راہنمائی طلب کی کہ ہمارے جو خدام تبلیغ کرنے سے گھبراتے ہیں، ہم انہیں کیسے تبلیغ کی طرف راغب کر سکتے ہیں؟

حضورِانور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اسی لیے گھبراتے ہیں کہ ان کو علم نہیں ہے یا علم کی کمی ہے یا یہ کمپلیکس ہے کہ ہم تبلیغ کریں گے تو لوگ ہمارا مذاق اڑائیں گے۔ یا یہ خوف ہے کہ تبلیغ کرنے سے ہمیں کہیں مار نہ پڑ جائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ بڑا radical مسلم ہے، اس کو مارو۔ یا پھر پولیس یا لوگوں سے ڈر کے مارے تبلیغ کرنے سے گھبراتے ہیں۔

حضورِانور نے اس بات پر زور دیا کہ اس کمپلیکس کو دُور کرو اور ان کو بتاؤ کہ ہماری تعلیم کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لیے پیدا کیا ہے کہ ہم اللہ کے پیغام کو دنیا کو سمجھائیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا پیغام کیا ہے؟ پہلے تو محبّت، پیار، امن اور service to humanity، یہ ہمارے پیغام ہیں، ان سے تبلیغ کرنے کے طریقے ہیں۔

حضورِانور نے مثال کے ذریعے سمجھایا کہ مثلاً ایک atheist ہے، اس کو تم کہو کہ جماعت احمدیہ سچی ہے، وہ کہے گا کہ ہوگی سچی مجھے اس سے کیا؟ تو یہ تو تبلیغ نہیں ہے۔ atheist کو کہنا پڑے گا کہ ہمیں قرآنِ شریف کہتا ہے کہ humanity کی خدمت کرو، اپنے ساتھیوں کی خدمت کرو اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو، ماں باپ کی عزت کرو، اپنے دوستوں کا خیال رکھو، اپنے ہمسایوں کا خیال رکھو۔ تو یہ چیزیں ہمیں تعلیم دیتی ہیں تو پھر وہ قریب آئیں گے۔ پھر ان کو بتاؤ کہ یہ یہ اسلام کی تعلیم ہے اور یہ تعلیم ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں دی ہے۔

تو اس طرح تبلیغ کے مختلف طریقے ہیں، ان کو طریقے سمجھانے پڑیں گے، کس environment میں ہم رہتے ہیں، کس طرح کے لوگوں کے ساتھ ان کا interaction ہے؟ جو لامذہب ہیں، ان کے ساتھ اور تبلیغ کا ذریعہ ہے، ان کو تم کہو گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے تو انہوں نے کہنا ہے کہ ٹھیک ہے مگر ہم مانتے ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوگا۔ یا ایک ہو یا چار ہو، ہمیں اس سے کیا؟ نہ ہم عیسائیت کو مانتے ہیں، نہ یہودیت کو مانتے ہیں اور نہ ہی اسلام کو مانتے ہیں۔ تو مختلف situations میں مختلف طریقے ہیں جو تبلیغ کے اختیار کرنے ہوں گے۔ اس لیے پہلی چیز یہی ہے کہ مَیں نے پہلے بھی کہا تھا کہ اسلام کی پیار اور امن کی تعلیم سے اپنے سارے environment کو زیادہ introduce (متعارف) کراؤ۔ اپنے دوستوں کو اور پھر آہستہ آہستہ آگے بڑھو تو اس طرح ان میں کمپلیکس بھی دُور ہوگا۔

مزید برآں حضورِانور نے سیمینارز کے اہتمام کی اہمیت پر بھی زور دیتے ہوئے توجہ دلائی کہ پھر یہ ہے کہ سیمینار کریں، وہاں غیر احمدیوں کو بلائیں، اس میں جو contemporary issues ہیں ان کے اوپر اسلام کی رائے کے مطابق کوئی اپنے لیکچر deliver کرو۔ تو اس میں لوگ آئیں گے، انٹرسٹ لیں گے، تو جب وہ غیروں کو دیکھیں گے کہ اس طرح

انٹرسٹ لے رہے ہیں تو جو تمہارے ساتھ خدام ہیں، ان کا کمپلیکس بھی دُور ہو جائے گا۔ تو اس لیے غیروں کے ساتھ انٹریکشن کرنے کے لیے، ان کی gathering بھی ہونی چاہیے، ہر سال دو تین سیمینار میں اپنوں کو بھی بلاؤ جو ذرا کمپلیکس میں مبتلا ہیں۔

تو مختلف situations میں مختلف فیصلے ہونے ہوتے ہیں تو آپ لوگ یہ دیکھ کے کریں۔ ماشاءاللہ! آپ لوگوں کے fertile (زرخیز) ذہن ہیں۔

ایک شریکِ مجلس نے حضورِ انور کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا کہ نوجوان نسلیں کس طرح ایسے پیشے کا انتخاب کرسکتی ہیں جو ان کے ذاتی شوق اور خدمت انسانیت دونوں پر مشتمل ہو؟

حضورِ انور نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اگر آپ کسی بھی پیشے کے لیے کوئی ذاتی شوق نہیں رکھتے تو پھر آپ بہتر کارکردگی نہیں دکھا سکتے۔ اس لیے بہتر ہے کہ آپ اپنا مستقبل کا پیشہ اپنی خواہش اور شوق کے مطابق چنیں۔ اگر آپ وکیل ہیں تو آپ انسانیت کی خدمت کر سکتے ہیں اور جماعت کی بھی بہتر طور پر خدمت کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ڈاکٹر ہیں تو بھی آپ انسانیت کی خدمت کر سکتے ہیں۔ اگر آپ ٹیچر ہیں تو بھی آپ انسانیت کی خدمت کر رہے ہوں گے۔ اسی طرح اگر آپ انجینئر ہیں۔ چنانچہ مختلف پیشوں کی مختلف اہمیتیں ہیں اور وہ سب ضروری ہیں۔

حضورِ انور نے توجہ دلائی کہ یہ نہ سوچیں کہ اگر مَیں فلاں پیشہ اختیار کروں گا تو جماعت کے لیے فائدہ مند نہیں ہوگا بلکہ آپ کا ذاتی جوش و جذبہ ہے جو آپ کو جماعت کی خدمت کرنے کے قابل بناتا ہے خواہ کسی بھی پیشے میں آپ کام کر رہے ہیں، یہ آپ پر منحصر ہے۔

تو پہلی چیز جو آپ کو سامنے رکھنی چاہیے وہ آپ کی ذاتی دلچسپی ہے اور پھر جب بھی آپ اپنے مستقبل کا پیشہ اپنی ذاتی دلچسپی کے مطابق تلاش کر رہے ہوں تو آپ کو ایک بات مقدّم رکھنی چاہیے کہ وہ کام آپ کو اسلام کی بنیادی تعلیمات سے دُور نہ لے جانے والا ہو۔ آپ کی پنجگانہ نمازوں میں حائل نہ ہو اور آپ کو انسانیت کی خدمت کرنے سے روکنے والا نہ ہو۔ اگر آپ ان تمام باتوں کو مدِّنظر رکھیں گے تو پھر ہر career (کیریئر) ٹھیک ہے۔

ایک خادم نے حضورِ انور سے مغربی ممالک کی ان سخت پالیسیوں کے متعلق سوال کیا کہ جن کے نتیجے میں صرف ایسے مہاجرین کے لیے ان کے ملکوں میں آنے کی گنجائش رہتی ہے جو اپنے ہنر میں ماہر ہیں۔ نیز اس حوالے سے بڑے بڑے کاروبار پائے جاتے ہیں جن کا اقتصادی حالات اور سیاست پر بڑا گہرا اثر مرتّب ہوتا ہے۔

حضورِ انور نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ پہلی چیز تو یہ ہے کہ اگر لوگ پڑھے لکھے ہوں، چاہے وہ انڈین ہے یا پاکستانی ہے یا کوئی بھی ہے جو immigrants ہیں، اگر وہ پڑھے لکھے ہیں تو وہ اس معاشرے میں گھل مل جائیں گے اور سرکاری اہلکار انہیں قبول کرلیں گے۔

حضورِ انور نے اس بات کی یاددہانی کروائی کہ مَیں تو بڑے عرصے سے کہہ رہا ہوں کہ مسلمانوں کو بھی اور احمدیوں کو بھی بزنس میں آنا چاہیے اور اپنے بزنس کو بڑھانا چاہیے۔

حضورِ انور نے اس حقیقتِ حال پر اظہارِ افسوس کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہمارے مسلمان عیاشیاں کرتے ہیں اور سارے oil money والے ملک، مڈل ایسٹ ہے یا یہ ساری جتنی oil producing countries ہیں، یہ امریکہ میں جا کے اپنا پیسہ casino میں لٹا کے آجاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ investment کر کے ساری economy پر قبضہ کریں اور پھر امریکہ سے مانگتے ہیں۔ وہ لوگ اپنی قوم کو دیکھتے ہیں۔ ہم لوگ اپنی ذاتی chest کو دیکھتے ہیں کہ ہمارا کتنا بینک بیلنس ہوگیا ہے؟ تو یہ تو ہماری بدقسمتی ہے اور unfortunately, this is what is happening یعنی بدقسمتی سے یہی ہو رہا ہے۔

حضورِ انور نے اس تناظر میں اپنی اوّل الذکر یاددہانی کا اعادہ فرماتے ہوئے توجہ دلائی کہ اس لیے پہلی بات تو یہی ہے کہ بزنس میں آئیں۔ باقی آجکل جو حالات ہیں، وہ تو یہی ہیں، اس کے لیے اپنے آپ کو تیار کرو۔

حضورِ انور نے اس بات پر زور دیا کہ مَیں کیا بتا سکتا ہوں کہ کیا کرنا ہے؟ مَیں تو بڑے عرصے سے بتا رہا ہوں کہ محنت کریں اور ہمارے لوگوں کو پڑھ لکھ کے ایسی skill آنی چاہیے کہ جس کی وہاں ضرورت ہو۔ اچھے سائنٹسٹ ہوں، ہمارے ابھی تک کتنے ہیں، nobel prize بھی کسی کو نہیں ملتا، مشکل سے ملتا ہے۔ اچھے سائنٹسٹ، ٹاپ کے سائنٹسٹ کوئی نہیں ہیں، جتنے امریکہ میں Journals، میگزین ریسرچ کے چھپتے ہیں ان میں سے ایک آدھ کہیں کسی مسلمان کا ہوتا ہے، نہیں تو اکثر دوسروں کے ہوتے ہیں تو ہم کیوں نہیں آگے آتے؟

حضورِ انور نے آخر میں اس حوالے سے غور کرنے اور اس پر توجہ مرکوز کرنے کی جانب توجہ دلاتے ہوئے نصیحت فرمائی ”We should consider it and have to focus on it“ کہ ہم نے اپنا educational level بڑھانا ہے اور اپنی skill بڑھانی ہے۔ مسلمان تو کھا پی گئے۔ ہمارے احمدیوں کے پاس تو کچھ نہیں ہے، لیکن oil producing countries کے پاس تو بہت کچھ ہے، وہ کھا پی رہے ہیں۔ تو جب مسلمانوں کو ہوش ہی نہیں آتی تو ہم کیا کریں؟

(باقی انشاءاللہ آئندہ)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 16 جنوری 2025)

⁂

صدر انجمن احمدیہ، انجمن تحریک جدید، انجمن وقف جدید و ذیلی تنظیمات قادیان کے ادارہ جات میں مددگار/ مالی/ کیئر ٹیکر/ چوکیدار/ باورچی/ نانبائی/ خادم مسجد گریڈ درجہ چہارم کی ضرورت ہے

شرائط

(1) اُمیدوار کی عمر 40 سال سے زائد اور 18 سال سے کم نہ ہو۔

(2) اُمیدوار کی تعلیم کی کوئی شرط نہیں ہے۔ البتہ تعلیم یافتہ اُمیدوار کو ترجیح دی جائے گی۔

(3) اس اعلان کے بعد 2 ماہ کے اندر جو درخواستیں موصول ہوں گی انہیں پر غور ہوگا۔

(4) وہی اُمیدوار خدمت کیلئے لئے جائیں گے جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کے انٹرویو میں کامیاب ہوں گے۔

(5) انٹرویو میں کامیابی کی صورت میں اُمیدوار کو نور ہسپتال قادیان سے طبی معائنہ کروانا ہوگا اور صرف وہی اُمیدوار خدمت کے اہل ہوں گے جو نور ہسپتال کے طبی بورڈ کی رپورٹ کے مطابق صحت منداور تندرست ہوں گے۔

(6) سلیکشن کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

(7) سفرخرچ قادیان آمد و رفت و طبی معائنہ کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

نوٹ انٹرویو کی تاریخ سے اُمیدواران کو بعد میں مطلع کیا جائے گا۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں
نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516
موبائل: 09888232530,09682627592 دفتر: 01872-501130
E-mail: diwan@qadian.in

”نظارت تعلیم“ کے تحت تعلیمی ادارہ جات میں ٹیچرز کی ضرورت

قادیان میں موجود اسکول میں JBT گریڈ کی کچھ اسامیاں پُر کی جانی مطلوب ہیں۔ پنجابی، انگلش، ہندی، اُردو جاننے والی اُمیدواران جو خدمت کا جذبہ اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت رکھتی ہوں، نظارت دیوان قادیان کی طرف سے مطبوعہ کوائف فارم پُر کر کے اپنی درخواستیں جمع کرواسکتی ہیں۔ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) T.G.T (ٹرینڈ گریجویٹ جنرل لائن ٹیچر)/ JBT (جونیئر بیسک ٹیچر)-(LADY TEACHER) تعلیمی قابلیت:- 55% نمبرات کے ساتھ گریجویشن اور B.Ed. کے ساتھ گورنمنٹ سے منظور شدہ کسی ادارے میں 3 سال کا پڑھانے کا تجربہ ہو۔
(پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی۔)

(2) کمپیوٹر ٹیچر - (MALE TEACHER) تعلیمی قابلیت:- متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.C.A) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔ پوسٹ گریجویٹ کو ترجیح دی جائیگی۔

(3) Physical Education Teacher - (MALE TEACHER)
تعلیمی قابلیت:- متعلقہ مضمون میں گریجویشن (B.P.Ed) 55% کے ساتھ ہو، اور کسی بھی منظور شدہ ادارے میں 3 سال کا تجربہ ہو۔

(4) CTET یا TET کوالیفائیڈ امیدوار کو ترجیح دی جائیگی۔

(5) صرف UGC سے منظور شدہ تعلیمی ادارہ جات کی اسناد ہی قابل قبول ہوں گی۔

(6) اُمیدوار کی عمر 20 سال سے کم اور 40 سال سے زائد نہ ہو۔ استثنائی صورت میں عمر کی حد میں چھوٹ پر غور ہوسکتا ہے۔

(7) صرف انہی اُمیدواران کی سلیکشن پر غور ہوگا جو مرکزی کمیٹی برائے بھرتی کارکنان کی طرف سے لئے جانے والے تحریری امتحان اور زبانی انٹرویو میں کامیاب ہونگے اور نور ہسپتال کی طبی رپورٹ کے مطابق صحت مند ہوں گے۔

(8) Selection کی صورت میں اُمیدوار کو قادیان میں اپنی رہائش کا انتظام خود کرنا ہوگا۔

(9) انٹرویو کے لئے قادیان بلانے کی صورت میں آمد و رفت کے اخراجات اُمیدوار کے اپنے ذمہ ہوں گے۔

(10) انٹرویو کی تاریخ کے تعلق سے بعد میں اطلاع دی جائیگی۔

(11) مطبوعہ کوائف فارم، دفتر نظارت دیوان یا درج ذیل ایڈریس/Email سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

(12) درخواستیں تعلیمی قابلیت و تجربہ کی اسناد (Self Attested) نقول کے ساتھ نظارت دیوان میں اعلان ھٰذا سے دو ماہ کے اندر اندر پہنچ جانی چاہئیں۔

(13) گزارہ الاونس و دیگر معلومات کے لئے درج ذیل ای میل و فون نمبرز پر دفتری اوقات کے دوران رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ کریں: نظارت دیوان صدر انجمن احمدیہ قادیان پن کوڈ: 143516
موبائل: 09682627592 ,09888232530 دفتر: 01872-501130
E-mail: diwan@qadian.in

مالی قربانی کی برکات، تحریکِ جدید کی اہمیت اور روحانی ترقی کا راستہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 7/نومبر 2025ء بطرز سوال و جواب
بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: خطبہ کے آغاز میں کون سی آیت تلاوت کی گئی؟

جواب: خطبہ کے آغاز میں سورۃ البقرہ کی نہایت بابرکت آیت تلاوت کی گئی: مَثَلُ الَّذِيۡنَ يُنۡفِقُوۡنَ اَمۡوَالَهُمۡ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی راہ میں خرچ کرنے والوں کو ایک دانے کی مثال دے کر سمجھایا کہ وہ دانہ سات بالیاں پیدا کرتا ہے اور ہر بالی میں سو دانے ہوتے ہیں، یعنی کم از کم سات سو گنا اضافہ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت کے مطابق اس سے بھی زیادہ بڑھا دیتا ہے۔

سوال: اس آیت کا بنیادی پیغام کیا ہے؟

جواب: خاس آیت کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں اخلاص کے ساتھ خرچ کیا گیا مال کبھی ضائع نہیں جاتا بلکہ کئی گنا بڑھ کر واپس ملتا ہے۔ یہ اضافہ صرف دنیاوی مال و دولت تک محدود نہیں بلکہ روحانی برکتوں، سکونِ قلب اور آخرت کے عظیم اجر کی صورت میں بھی ظاہر ہوتا ہے۔

سوال: تحریک جدید کا آغاز کب اور کس نے کیا؟

جواب: تحریک جدید کا آغاز 1934ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا۔ یہ ایک عظیم الشان مالی و روحانی تحریک تھی جس کا مقصد دینِ اسلام کی عالمی اشاعت تھا۔

سوال: تحریک جدید شروع کرنے کی بنیادی وجہ کیا تھی؟

جواب: خاس تحریک کی بنیادی وجہ اس وقت کی شدید مخالفت تھی، خصوصاً احرار کی طرف سے احمدیت کو ختم کرنے کے دعوے کیے جا رہے تھے۔ اس نازک وقت میں جماعت کو مضبوط کرنے، اسلام کا پیغام دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے اور مخالفین کے پراپیگنڈے کا مؤثر جواب دینے کے لیے یہ تحریک شروع کی گئی۔

▪ **سوال:** مخالفین کے دعوؤں کا جواب کس طرح دیا گیا؟

جواب: مخالفین کے دعوؤں کا جواب الفاظ سے نہیں بلکہ عملی طور پر دیا گیا۔ جماعت احمدیہ کی مسلسل ترقی، لاکھوں افراد کی بیعت، اور دنیا کے 220 ممالک میں جماعت کا قیام اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس جماعت کی تائید و نصرت فرما رہا ہے۔

▪ **سوال:** مالی قربانی کی اہمیت کیا بیان کی گئی؟

جواب: مالی قربانی کو ایک نہایت اہم عبادت قرار دیا گیا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ ہے، انسان کے ایمان کو مضبوط کرتی ہے، اور اس کے مال و جان میں برکت کا باعث بنتی ہے۔ اس کے ذریعے انسان اپنے اخلاص اور سچائی کا عملی ثبوت پیش کرتا ہے۔

▪ **سوال:** کیا صرف مالی قربانی کافی ہے؟

جواب: نہیں، صرف مالی قربانی کافی نہیں۔ اس کے ساتھ نماز، روزہ، ذکرِ الٰہی اور دیگر عبادات بھی لازمی ہیں۔ جیسا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مکمل نیکی اسی وقت حاصل ہوتی ہے جب مالی قربانی کے ساتھ روحانی عبادات بھی شامل ہوں۔

▪ **سوال:** حضرت مسیح موعودؑ نے مالی قربانی کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب: حضرت مرزا غلام احمد نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے مال میں غیر معمولی برکت عطا فرماتا ہے اور اسے کئی گنا بڑھا کر واپس دیتا ہے یہ اجر دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔

▪ **سوال:** صحابہؓ کی کون سی مثالیں دی گئیں؟

جواب: صحابہ کرامؓ کی بے مثال قربانیوں کا ذکر کیا گیا، جن میں خاص طور پر حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب اور حضرت عثمان بن عفان شامل ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال، وقت اور حتیٰ کہ اپنی جان تک قربان کرنے میں کوئی دریغ نہیں کیا۔

سوال: سب سے افضل صدقہ کون سا ہے؟

جواب: سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو انسان اپنی ضرورت، خواہش اور مالی تنگی کے باوجود اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے پیش کرے۔ یہی وہ قربانی ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ مقبول ہوتی ہے۔

▪ **سوال:** تحریک جدید کے 91ویں سال میں کتنی قربانی پیش کی گئی؟

جواب: اللہ تعالیٰ کے فضل سے تحریک جدید کے 91ویں سال میں جماعت کو 55.19 ملین پاؤنڈ کی مالی قربانی پیش کرنے کی توفیق ملی، جو گزشتہ سال سے نمایاں اضافہ تھا۔

سوال: تحریک جدید کے نئے سال کا آغاز کب ہوتا ہے؟

جواب: تحریک جدید کا نیا مالی سال ہر سال یکم نومبر سے شروع ہوتا ہے، جس میں نئے وعدے اور قربانیوں کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

▪ **سوال:** دنیا میں جماعت کی ترقی کا کیا ثبوت دیا گیا؟

جواب: دنیا کے 220 ممالک میں جماعت کا قیام، مسلسل بڑھتی ہوئی بیعتیں، اور دنیا بھر میں مساجد، مشن ہاؤسز، سکولز اور ہسپتالوں کا قیام اس ترقی کا واضح ثبوت ہے۔

▪ **سوال:** مالی قربانی کے نتیجے میں کیا روحانی فائدہ ہوتا ہے؟

جواب: مالی قربانی انسان کے ایمان کو مضبوط کرتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتی ہے، اور دل میں ایک خاص سکون اور اطمینان پیدا کرتی ہے۔ یہ قربانی انسان کے اندر ایثار، اخلاص اور اللہ پر توکل کی صفات پیدا کرتی ہے۔

▪ **سوال:** حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا نصیحت فرمائی؟

جواب: حضور نے نصیحت فرمائی کہ احمدیوں کو چاہیے کہ مالی قربانی کے ساتھ ساتھ اپنی عبادات کے معیار کو بھی بلند کریں اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کو مضبوط بنائیں۔

▪ **سوال:** اللہ تعالیٰ مالی قربانی کرنے والوں سے کیا وعدہ کرتا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ وعدہ فرماتا ہے کہ جو اس کی راہ میں خرچ کرے گا، وہ اسے کئی گنا بڑھا کر عطا کرے گا، اس کے مال میں برکت ڈالے گا، اور دنیا و آخرت میں بے حساب اجر سے نوازے گا۔

▪ **سوال:** تحریک جدید کا مقصد کیا ہے؟

جواب: تحریک جدید کا بنیادی مقصد اسلام و احمدیت کا پیغام دنیا کے ہر گوشے تک پہنچانا، جماعت کے نظام کو مضبوط بنانا، اور تبلیغِ اسلام کے لیے وسائل فراہم کرنا ہے۔

❀❀❀

---

131 واں جلسہ سالانہ قادیان
مورخہ 25، 26، 27 دسمبر 2026ء کو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 131 ویں جلسہ سالانہ قادیان 2026ء کیلئے مورخہ 25، 26، 27 دسمبر (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کر کے تیاری شروع کر دیں۔ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔ آمین۔ اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ قادیان)

منظوری سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ بھارت کے سالانہ اجتماع کیلئے امسال مورخہ 23، 24، 25/اکتوبر 2026ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی از راہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب جماعت اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شامل ہو کر اس سے فیضیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اسی طرح اس اجتماع کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

منظوری سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ بھارت

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماع کیلئے امسال مورخہ 23، 24، 25/اکتوبر 2026ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی از راہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب جماعت اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شامل ہو کر اس سے فیضیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اسی طرح اس اجتماع کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

منظوری سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماع کیلئے امسال مورخہ 23، 24، 25/اکتوبر 2026ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کی تاریخوں کی از راہ شفقت منظوری عنایت فرمائی ہے۔ احباب جماعت اس کے مطابق دعاؤں کے ساتھ ان اجتماعات میں شامل ہو کر اس سے فیضیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اسی طرح اس اجتماع کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

(صدر لجنہ اماء اللہ بھارت)

سچے مومن کی کامل پہچان: ایمان، عبادت، قربانی، محبتِ الٰہی اور اطاعتِ کامل کا جامع قرآنی وروحانی معیار

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 13/ جولائی 2007ء بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: اللہ تعالیٰ کی صفت مؤمن سے کیا مراد ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی صفت مؤمن کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی مخلوق کو امن دینے والا ہے، اپنے انبیاء کی تصدیق کرنے والا ہے، اوران کی تائید میں نشانات و معجزات ظاہر فرماتا ہے۔ جولوگ انبیاء پر ایمان لاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں دنیا و آخرت میں امن، سکونِ قلب اوراپنی رضا سے نوازتا ہے۔

سوال: ایک انسان اللہ تعالیٰ کی صفت ’’مؤمن‘‘ سے کیسے فیض پا سکتا ہے؟

جواب: اس کے لیے ضروری ہے کہ انسان خود بھی حقیقی مومن بنے۔ یعنی وہ ایمان کے مختلف درجات طے کرے، قرآن کریم کی بیان کردہ صفات کو اپنائے، اوراللہ تعالیٰ کے احکامات پر مکمل عمل کرے۔

سوال: قرآن کریم کے مطابق مومن کی بنیادی صفات کیا ہیں؟

جواب: سورۃ البقرہ کے آغاز میں مومن کی درج ذیل صفات بیان ہوئی ہیں:

غیب پر ایمان، نمازوں کا قیام، اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، آنحضرت ﷺ پر نازل شدہ تعلیم پر ایمان، سابقہ انبیاء پر ایمان، آخرت پر کامل یقین

سوال: غیب پر ایمان سے کیا مراد ہے؟

جواب: غیب پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ، فرشتوں، تقدیر، اورمرنے کے بعد کی زندگی پر کامل یقین رکھے۔ نیز ہر حالت میں اللہ کے احکامات پر عمل کرے، چاہے کوئی دیکھے یا نہ دیکھے، اور دنیاوی خوف یا لالچ اس کے ایمان کو کمزور نہ کرے۔

سوال: نمازوں کا قیام مومن کے لیے کیوں ضروری ہے؟

جواب: نماز مومن کی روحانی زندگی کی بنیاد ہے۔

نمازوں کا قیام یہ ہے کہ:

باقاعدگی سے نماز ادا کی جائے، وقت پر ادا کی جائے، پوری توجہ اور خشوع کے ساتھ پڑھی جائے، حتی الوسع باجماعت ادا کی جائے، نماز کی حفاظت ایک مومن کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے، اور اس میں غفلت ایمان کو کمزور کر دیتی ہے۔

سوال: باجماعت نماز کی کیا اہمیت بیان ہوئی ہے؟

جواب: باجماعت نماز کا ثواب اکیلے نماز سے 27 گنا زیادہ ہے۔ یہ نہ صرف روحانیت میں اضافہ کرتی ہے بلکہ جماعتی اتحاد اور بھائی چارے کو بھی مضبوط کرتی ہے۔

سوال: اگر نماز قضاء ہو جائے تو مومن کا کیا رویہ ہونا چاہیے؟

جواب: ایک سچا مومن نماز کے ضائع ہونے پر بے چین ہو جاتا ہے، استغفار کرتا ہے، اور آئندہ اس کو بہتر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بے چینی اس کے ایمان کی علامت ہے۔

سوال: مومن دوسروں کو نماز کی تلقین کیوں کرتا ہے؟

جواب: کیونکہ مومن صرف اپنی اصلاح نہیں کرتا بلکہ دوسروں کی بھلائی بھی چاہتا ہے۔ قرآن کریم نے اہل وعیال کو نماز کی تلقین کا حکم دیا ہے، اور یہی عمل جماعتی مضبوطی کا باعث بنتا ہے۔

سوال: وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کی وضاحت کیا ہے؟

جواب: اس کا مطلب ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے مال اور صلاحیتوں میں سے خرچ کرتا ہے:

اللہ کی راہ میں، ضرورت مندوں کی مدد کے لیے، جماعتی ترقی کے لیے

یہی عمل معاشرے میں محبت، اتحاد اور امن پیدا کرتا ہے۔

سوال: مالی قربانی سے معاشرے پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب: مالی قربانی سے:

غریب وامیر کے درمیان فرق کم ہوتا ہے

خاندان مضبوط ہوتے ہیں

معاشرے میں محبت، ہمدردی اور بھائی چارہ پیدا ہوتا ہے

جماعتی ترقی کے دروازے کھلتے ہیں

سوال: آنحضرت ﷺ اور دیگر انبیاء پر ایمان کیوں ضروری ہے؟

جواب: ایک مومن کے لیے ضروری ہے کہ:

آنحضرت ﷺ کو خاتم الانبیاء مانے، قرآن کریم کو آخری شریعت تسلیم کرے، تمام سابقہ انبیاء کی صداقت پر ایمان رکھے۔ یہ ایمان انسان کو جامع اور کامل ایمان کی طرف لے جاتا ہے۔

سوال: آخرت پر ایمان سے کیا مراد ہے؟

جواب: آخرت پر ایمان کا مطلب صرف مرنے کے بعد کی زندگی پر یقین نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے وعدوں، جزا وسزا، اور اس کے جاری نظامِ ہدایت (بشمول مسیح موعودؑ کی بعثت) پر یقین رکھنا بھی ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ سے محبت مومن کی زندگی میں کیا مقام رکھتی ہے؟

جواب: مومن کی سب سے بڑی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ اس کی زندگی کا ہر عمل اللہ کی رضا کے لیے ہوتا ہے۔ یہی محبت اسے عبادات، قربانی اور اطاعت کی طرف لے جاتی ہے۔

سوال: مومن کے دل کی کیفیت اللہ کے ذکر کے وقت کیسی ہوتی ہے؟

جواب: جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو مومن کا دل خوفِ الٰہی سے بھر جاتا ہے، اور جب اس کی آیات سنی جائیں تو اس کا ایمان مزید بڑھ جاتا ہے۔ یہ کیفیت اس کے اخلاص اور تعلق باللہ کی علامت ہے۔

سوال: توکل کیا ہے اور مومن میں کیسے پیدا ہوتا ہے؟

جواب: توکل یہ ہے کہ انسان اپنی پوری کوشش کے بعد نتائج اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دے۔ مومن اسباب اختیار کرتا ہے لیکن مکمل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتا ہے۔

سوال: اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: مومن کی شان یہ ہے کہ جب اسے اللہ اور رسول کی طرف بلایا جائے تو وہ کہے:

سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (ہم نے سنا اور اطاعت کی)

یہ اطاعت مکمل، خوش دلی سے اور بغیر کسی اعتراض کے ہونی چاہیے۔

سوال: نظامِ جماعت کی اطاعت کیوں ضروری ہے؟

جواب: نظامِ جماعت کی اطاعت:

اتحاد قائم رکھتی ہے، فتنہ سے بچاتی ہے، ایمان کو محفوظ رکھتی ہے۔ مومن کو چاہیے کہ فیصلوں کو خوشی سے قبول کرے، نہ کہ دل میں تنگی پیدا کرے۔

سوال: مومن میں عاجزی اور عبادت کا کیا معیار ہونا چاہیے؟

جواب: جب اللہ کی آیات سنائی جائیں تو مومن عاجزی سے سجدہ کرتا ہے، اللہ کی حمد و تسبیح بیان کرتا ہے، اور تکبر سے بچتا ہے۔ یہی عاجزی اسے اللہ کے قریب کرتی ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعودؑ کے مطابق مومن کی تعریف کیا ہے؟

جواب: حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ مومن وہ ہے: جو اخلاص کے ساتھ نیکیاں کرے، ریا اور دکھاوے سے بچے، اللہ تعالیٰ سے سچا تعلق قائم کرے، ایسا شخص اللہ کے قریب ہو جاتا ہے، حتیٰ کہ اس کے تمام اعمال اللہ کی رضا کے تابع ہو جاتے ہیں۔

سوال: اس خطبہ کا مرکزی سبق کیا ہے؟

جواب: اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے کہ:

سچا مومن بننے کے لیے ایمان، عبادت، قربانی، محبتِ الٰہی، اطاعت اور توکل کو اپنانا ضروری ہے

صرف دعویٰ کافی نہیں بلکہ عملی زندگی میں ان صفات کا اظہار ہونا چاہیے

یہی راستہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا تک پہنچاتا ہے

⁂

رمضان المبارک کے پُر بہار لیل ونہار

درج ذیل جماعتوں میں رمضان المبارک کے دوران درس وتدریس، نماز تراویح اور عید الفطر کی ادائیگی کے حوالہ سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام جماعتوں کی مساعی کو محض اپنے فضل سے قبول فرمائے اور سب کی عبادت کو شرفِ قبولیت بخشے آمین۔

جماعتوں کے اسماء درج ذیل ہیں:

(1) جماعت راجوری (راجوری J&K) (2) جماعت سورئی (آگرہ U.P)

(3) جماعت پونچھ (پونچھ J&K) (4) جماعت کانٹھا (فیروز آباد، U.P)

(5) جماعت خانپور ملکی، مونگھیر (بہار)

(ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

بہوا ضلع (فتح پور) میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد فضل واحسان ہے کہ اس نے پھر سے ایک بار جماعت احمدیہ بہوا کو جلسہ یوم مسیح موعودؑ منعقد کرنے کی توفیق عطاء فرمائی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

یہ جلسہ بفضلہٖ تعالیٰ 23/ مارچ 2026ء بروز سوموار بعد نماز مغرب وعشاء بمقام مشن ہاؤس بہوا زیر صدارت مکرم محمد اسماعیل احمد صاحب صدر جماعت بہوا منعقد ہوا۔ چنانچہ حسب روایت جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے کیا گیا جو کہ مکرم ممتاز احمد صاحب نے مع ترجمہ پیش کی۔ اس کے بعد ایک نظم پیش کی گئی جو کہ مکرم جاہد احمد صاحب (سیکریٹری وقف جدید) نے خوش الحان آواز میں پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد خاکسار نے ایک تقریر بعنوان (جماعتوں میں جلسہ یوم مسیح موعودؑ کو منانے کی غرض وغایت اور اس کا پس منظر) کی جس میں خاکسار نے مفصل طور پر حاضرین جلسہ کو بتایا اور سمجھایا کہ ہم جماعت احمدیہ کے لوگ تمام دنیا میں یہ جلسہ کیوں مناتے ہیں اور اس کا اصل مقصد کیا ہے۔ بعدہٗ دعا کے ساتھ یہ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ الحمدللہ اس پروگرام میں شاملین جلسہ کی حاضری بھی تسلی بخش رہی۔ دعا کے بعد شیرینی تقسیم کی گئی۔ الحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

(ارشاد علی مبلغ انچارج ضلع فتح پور، یوپی)

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تمام بھلائیوں کی یہ بنیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرو کیونکہ یہ مسلمان کی رہبانیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کیونکہ یہ تیرے لئے نُور ہے۔ (قشیریہ، باب التّقوی، صفحہ 56)

(4) مکرم عبدالاحد بشارت صاحب
ابن مکرم عبدالواحد صاحب (ہالینڈ)

۲۰/ستمبر ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم حکیم عبدالواحد صاحب (واقف زندگی ربوہ) کے بیٹے تھے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، نرم مزاج، خوش اخلاق، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، بڑے مخلص اور فعّال انسان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور ہر مالی تحریک میں پیش پیش رہتے تھے۔ اگرچہ ہالینڈ میں مرکز سے کافی دور علاقے میں مقیم تھے لیکن جماعتی اجتماعات میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔ ہمسایوں اور دوسرے احباب سے بڑے اچھے اور گہرے تعلقات تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور دو بیٹے شامل ہیں۔

(5) مکرمہ تنویر اسلام طاہرہ صاحبہ
اہلیہ مکرم عبدالقدوس صاحب (سیالکوٹ شہر)

۵/جولائی ۲۰۲۵ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے دادا حضرت میراں بخش صاحب رضی اللہ عنہ اور پڑدادا حضرت نظام دین صاحب رضی اللہ عنہ نے قادیان جا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا۔ مرحومہ جماعتی پروگراموں اور اجلاسوں میں باقاعدگی سے شمولیت اختیار کرتیں اور مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہتی تھیں۔ بڑی عبادت گزار، خوش اخلاق، مہمان نواز، غریبوں کی ہمدرد ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے بڑے بیٹے مکرم وسیم احمد صاحب کو دارالذکر لاہور کے سانحہ میں شہادت نصیب ہوئی تھی۔

(6) مکرم شیخ عبدالواحد صاحب
(Bostonامریکہ)

۳/جولائی ۲۰۲۵ء کو ۸۸ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ مولانا شیخ عبدالقادر صاحب سابق سوداگرمل کے بیٹے تھے۔ مرحوم نے امریکہ میں Executive Computer Consultant کے علاوہ Real Estate کا کام کیا۔ مرحوم کو ۷ سال قائد مال مجلس انصاراللہ امریکہ اور ۶ سال بطور سیکرٹری جائیداد Boston جماعت خدمت کی توفیق ملی۔ مرحوم نے خاص کوشش کرکے مقامی مسجد کے قریب گھر خریدا تاکہ باقاعدگی سے نماز باجماعت کی ادائیگی اور جماعتی پروگراموں میں شامل ہونے کے لیے مسجد آسکیں۔ خلافت سے بڑا گہرا وفا اور اخلاص کا تعلق تھا۔ مرحوم بہت شوق سے تبلیغ کیا کرتے تھے۔ آپ کو Boston کی ۱۲ مقامی لائبریریوں میں ذاتی خرچ پر قرآن کریم کے انگریزی اور سپینش تراجم نیز دیگر جماعتی کتب اور لٹریچر خرید کر بھجوانے کی توفیق ملی۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا، ایک بیٹی، تین بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

❀❀❀

احبابِ جماعت احمدیہ عالمگیر کے لیے

ایک ضروری یاددہانی!

اپنے پیارے امام امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت ارشاد کے زیرِ تابع اپنے آپ کو روحانی آہنی قلعے میں محفوظ کرنے کے لیے

کیا آج ہم نے درج ذیل دعاؤں کا وِرد کرلیا ہے؟

200 دفعہ دُرود شریف

(بڑی عمر کے افراد 200 دفعہ-15 سے 25 سال کے افراد، (کم از کم) 100 دفعہ- بچے 33 دفعہ- چھوٹے بچے، 3 سے 4 دفعہ- والدین کے ساتھ)

سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ سُبۡحَانَ اللّٰہِ الۡعَظِیۡمِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ: پاک ہے اللہ اپنی حمد کے ساتھ۔ پاک ہے اللہ جو بہت عظمت والا ہے۔
اے اللہ! رحمتیں بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور محمدؐ کی آل پر)

(Holy is Allah and worthy of all praise. Holy is Allah,the Great. O Allah! bestow Your blessings on Muhammad^{sa} and on the people of Muhammad^{sa}.)

100 دفعہ اِستغفار

اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہَ رَبِّیۡ مِنۡ کُلِّ ذَنۡبٍ وَّاَتُوۡبُ اِلَیۡہِ

(ترجمہ: میں اللہ سے ہر گناہ کی بخشش مانگتا ہوں جو میرا رب ہے اور میں اُسی کی طرف جھکتا ہوں)

100 دفعہ درج ذیل دعا

رَبِّ کُلُّ شَیۡءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحۡفَظۡنِیۡ وَانۡصُرۡنِیۡ وَارۡحَمۡنِیۡ

(ترجمہ: اے میرے ربّ! ہر ایک چیز تیری خادم ہے۔ اے میرے ربّ! پس مجھے محفوظ رکھ اور میری مدد فرما اور مجھ پر رحم فرما)

(O my Lord! Everything serves You. So, O my Lord, protect me and help me and have mercy on me.)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو انفرادی اور اجتماعی ہر لحاظ سے اس روحانی آہنی قلعے میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

❀❀❀

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 12575: میں ایم احمد سالک ولد مکرم ایم محمد اسماعیل صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 23 جنوری 2004ء پیدائشی احمدیہ موجودہ پتہ: سرائے طاہر جامعہ احمدیہ قادیان مستقل پتہ: نمبر 23 بلڈنگ Singarathoppu ولوپورم تامل ناڈو بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 اکتوبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : این عرفان احمد العبد : ایم احمد سالک گواہ : اے پی این خالد احمد

مسل نمبر 12576: میں نصیر احمد ولد مکرم الام الدین احمدی صاحب قوم احمدی مسلمان تاریخ پیدائش: 29 اگست 2006ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: دارالانوار جنوبی قادیان مستقل پتہ: کرنال ہریانہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 نومبر 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : الام الدین احمدی العبد : نصیر احمد گواہ : افتخار احمد

مسل نمبر 12577: میں لقمان احمد ایچ ولد مکرم سلیمان ایچ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ استاد تاریخ پیدائش: یکم اپریل 1987ء پیدائشی احمدی ساکن: تسنیم ہاؤس چرم کوڈ پوسٹ آفس کاواسری ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 31 جنوری 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ رہائشی زمین سروے نمبر 282 بلاک 1-61-P/71 (8 سینٹ جاوئنٹ)، 9-77/1 (10.33) میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/1,60,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلیمان ایچ العبد : لقمان احمد ایچ گواہ : ناصر احمد زاہد

مسل نمبر 12578: میں وسیم احمد ولد مکرم یوسف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 5 جون 1993ء پیدائشی احمدی ساکن: 141 بیت النور چرم کوڈ پتھم پورم کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30 جولائی 2025ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/15,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ : حکیم نورالدین العبد : وسیم احمد وائی گواہ : فضل احمد پی

مسل نمبر 12579: میں فرحہ ٹی ایم زوجہ مکرم لقمان احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: یکم جون 1997ء پیدائشی احمدی ساکن: تسنی ہاؤس چیرم کوڈ ضلع پالاکاڈ صوبہ کیرالہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 28 جولائی 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 92 گرام 22 کیریٹ، زمین 8 سینٹ، میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/3,840 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سلیمان ایچ الامۃ : فرحہ گواہ : لقمان احمد ایس

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ نمبر 1

بعد جا کر طلب کریگا۔ یہ نہیں کہ اس کو روز روز پوچھنا پڑے۔ اور قرض لینے والے کا فائدہ یہ ہے کہ جب وہ قرض لینے لگے گا تو سوچے گا کہ مَیں جتنے عرصے میں ادا کرنیکا وعدہ کرتا ہوں اتنے عرصہ میں ادا بھی کرسکوں گا یا نہیں۔ اِس کے علاوہ یہ شرط اس لئے بھی عائد کی گئی ہے کہ بعض کمزور لوگ اعتراض کر سکتے تھے کہ ہم سود پر روپیہ اسلئے دیتے ہیں کہ قرض لینے والے کو اس کی ادائیگی کا فکر رہتا ہے۔ اور وہ کوشش کرتا ہے کہ جلد اس قرض سے سبکدوش ہو جاؤں۔ لیکن اگر سود نہ لیا جائے تو اُسے ادائیگی کا احساس نہیں رہتا۔ اس وسوسہ کے ازالہ کیلئے فرمایا کہ جب تم ایک دوسرے کو قرض دو۔ تو معاہدہ لکھوا لیا کرو کہ فلاں وقت کے اندر اندر ادا کر دونگا تا کہ تمہارا روپیہ بھی محفوظ رہے اور دوسرے شخص کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس رہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اگر قرض اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ہو تو لکھ لیا کرو اور اگر اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی نہ ہو تو بے شک نہ لکھو۔ اس لئے کہ جب کوئی شخص کسی کو قرض دیتا ہے تو بہر حال ایک اَجَلٍ مُّسَمًّی کے لئے ہی دیتا ہے خواہ وہ میعاد تھوڑی ہو یا بہت۔ اِس کے بعد وہ اسے وصول کرنے کا حقدار ہوتا ہے۔ یہ تو کبھی نہیں ہوا کہ کسی نے دوسرے کو قرض دیا ہو اور پھر اس کے واپس لینے کا اس کے اندر کوئی احساس ہی نہ ہو۔ ہدیۃً یا امداد کے رنگ میں اگر کسی کو کوئی رقم دی جائے تو وہ ایک علیحدہ امر ہے۔ لیکن جس چیز پر قرض کے لفظ کا اطلاق ہوگا۔ وہ بہر حال اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی ہی ہوگی۔ خواہ زبان سے کوئی میعاد مقرر کی جائے یا نہ کی جائے۔ ہاں اگر خاص وقت کے لئے قرض نہیں بلکہ یونہی ایک دو گھنٹہ کے لئے یا ایک دو دن کے لئے ہے تو ایسی صورت میں اگر نہ لکھا جائے تو کوئی شرعی گناہ نہیں۔

افسوس ہے کہ مسلمان ان دونوں باتوں کی پرواہ نہیں کرتے یعنی نہ تو قرض دیتے وقت دوستی اور محبت کے نقطۂ نگاہ سے کوئی مدّت مقرر کرتے ہیں۔ بلکہ کہہ دیتے ہیں کہ جب جی چاہے دے دینا اور نہ اُسے ضبطِ تحریر میں لاتے ہیں جس کی وجہ سے بعد میں بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور انہیں اُس کے تلخ نتائج سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

وَلْيَكْتُبْ بَّيْنَكُمْ كَاتِبٌۢ بِالْعَدْلِ۔ تیسرا حکم یہ دیا کہ لکھنے والا کوئی اور شخص ہو۔ قرض دینے والا یا لینے والا نہ لکھے بلکہ ایک غیر شخص ہو جو عدل اور انصاف کے ساتھ لکھے۔ یعنی اپنی طرف سے اس معاہدہ میں کوئی بات نہ ملائے بلکہ وہی کچھ لکھے جس کے لکھنے کا اُسے حکم دیا گیا ہے۔ پھر کاتب کو حکم دیا کہ وہ لکھنے سے انکار نہ کرے بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اُسے سکھایا ہے اُسی طرح اُسے چاہئے کہ وہ لکھے یا یہ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے لکھنا سکھایا ہے وہ لکھنے سے انکار نہ کرے۔ كَمَا عَلَّمَهُ کے دونوں معنے ہوسکتے ہیں۔ یہ بھی کہ جتنا ہنر اس کو حاصل ہو اُس کے مطابق لکھے۔ اور یہ بھی کہ چونکہ خدا تعالیٰ نے اُس پر فضل کیا ہے اُسے بھی چاہئے کہ وہ لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔ یہ نہ ہو کہ وہ انکار کر دے اور ضرورتمند قرض نہ ملنے کی وجہ سے پریشان ہو۔

وَلْيُمْلِلِ الَّذِي عَلَيْهِ الْحَقُّ۔ چوتھا حکم یہ دیا کہ جس کے ذمہ حق ہو وہ املاء کروائے۔ یعنی روپیہ لینے والے کو چاہئے کہ وہ خود تحریر لکھوائے۔ اِس میں ایک بہت بڑی حکمت ہے۔ بظاہر تو یہ چاہئے تھا کہ روپیہ دینے والا لکھوائے۔ مگر یہ حکم نہیں دیا۔ بلکہ اِسکی ذمہ داری قرض لینے والے پر رکھی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ روپیہ لینے والے کی ضرورت روپیہ مل جانے کی وجہ سے پوری ہو جاتی ہے۔ وہ اس وقت اپنے اندر خوشی کی ایک لہر محسوس کرتا ہے اور روپیہ کی طرف سے لاپرواہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ وہ بعد میں ضرورت پوری ہونے پر کہدے کہ مجھے تو اس وقت یہ خیال ہی نہ تھا کہ کیا لکھوا رہے ہیں۔ اس لئے اُسے کہا کہ وہ خود ہی لکھوائے۔ تاکہ اُس کی زبان کا اقرار موجود رہے ورنہ جس نے روپیہ دیا ہوتا ہے وہ تو چوکس ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ اُس نے تو اپنے پاس سے رقم دی ہوئی ہوتی ہے۔ اسلئے اُس کو تو بہر حال یاد ہی رہتا ہے کہ مَیں نے اسقدر روپیہ دیا ہوا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ تحریر اُس کے پاس رہے گی جس نے روپیہ دیا ہے۔ پس اس کے لئے تو موقعہ ہے کہ دیکھ لے کوئی غلطی تو نہیں ہوگئی۔ مگر لینے والے کے پاس تحریر نہیں رہنی اس لئے اگر اسوقت اُس کی پوری توجہ تحریر کی طرف نہ ہو تو اُسے نقصان پہنچنے کا احتمال ہوسکتا ہے۔

وَلَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا ۔ یہ پانچواں حکم دیا کہ لکھواتے وقت وہ کوئی چیز اُس قرض میں سے کم نہ کرے بلکہ اُسے صحیح صحیح لکھوائے۔ اِس میں بظاہر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرض میں تو کوئی کمی نہیں ہوسکتی کیونکہ دونوں فریق آمنے سامنے بیٹھے ہوتے ہیں۔ پھر لَا يَبْخَسْ مِنْهُ شَيْـًٔا کا کیوں حکم دیا؟ سو یاد رکھنا چاہئے کہ بعض قرض عجیب عجیب شکل میں ہوتے ہیں جن کو تحریر میں لاتے وقت لوگ ایسے پیچیدہ الفاظ لکھتے ہیں جن کا نتیجہ آخر میں کمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ خصوصاً وہ قرض جو لمبی میعاد کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ اور مختلف انواع کے ہوں اُن کو تحریر میں لاتے وقت کئی قسم کے دھوکے کر لئے جاتے ہیں جیسے حکومتوں کے قرض ہوتے ہیں۔ چونکہ ایسے لمبے قرضوں میں عموماً معاہدات کے وقت چالاکیاں اور فریب کئے جاتے ہیں اِس لئے فرمایا کہ لکھوانے میں دیانت سے کام لو اور ایک حبّہ بھی کم کرنے کی کوشش نہ کرو۔

(تفسیر کبیر جلد نمبر 1 تفسیر سورۃ البقرہ آیت نمبر 283)

⁂

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

سب جہاں چھان چکے ساری دکانیں دیکھیں ✡ مئے عرفاں کا یہی ایک ہی شیشہ نکلا
کس سے اس نور کی ممکن ہو جہاں میں تشبیہ ✡ وہ تو ہر بات میں ہر وصف میں یکتا نکلا

طالب دعا: ضیاء الدین خان صاحب مع فیملی (حلقہ محمود آباد، جماعت احمدیہ کیرنگ صوبہ اڈیشہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 25 اکتوبر 2025ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

(نماز جنازہ حاضر)

(1) مکرمہ نصرت گینائی صاحبہ
اہلیہ مکرم احسان اللہ گینائی صاحب
(ووسٹر پارک۔یوکے)

۲۰/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۶۶ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولانا عبد القادر صاحب لدھیانوی رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پڑپوتی اور مکرم محمد امین خان صاحب مرحوم (آف برمنگھم) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ جماعتی خدمت میں سرگرم رہتی تھیں۔ آپ نے ۹ سال تک بطور صدر لجنہ کلیپہم خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، غریبوں کا خیال رکھنے والی، ہمدرد، خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، چندوں میں باقاعدہ اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ اپنے حلقہ میں بچیوں کو باقاعدہ قرآن کریم بھی پڑھایا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں اور بہت سے نواسے نواسیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم بشارت احمد صاحب
ابن مکرم غازی محمد عمر صاحب
(وٹفورڈ۔یوکے)

۲۱/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۷۳ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم نے ۱۵ سال سے زائد عرصہ بطور زعیم انصار اللہ اور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نماز اور روزہ کے پابند اور جماعت کی خدمت کے لیے ہمہ وقت تیار رہنے والے ایک نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے شامل ہیں۔

(نماز جنازہ غائب)

(1) مکرم کرنل ریٹائرڈ عبد الودود خان صاحب
(نوٹنگھم۔یوکے)

۲۲/ستمبر ۲۰۲۵ء کو ۹۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت مکرم مولوی محمد الیاس خان صاحب (آف چارسدہ) کے ذریعہ آئی۔ آپ مکرم عبد القدوس خان صاحب (سابق امیر جماعت احمدیہ پشاور) کے بیٹے اور مکرم ڈاکٹر حامد اللہ خان صاحب کے چچازاد بھائی تھے۔ مرحوم کو پشاور میں نائب امیر جماعت کے علاوہ سیکرٹری امور عامہ اور ناظم اعلیٰ انصار اللہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ۱۹۷۴ء کے فسادات میں اپنے خاندان اور دیگر احمدیوں کو آپ نے اپنے گھر میں پناہ دی اور ان کی خدمت بھی کرتے رہے۔ بنگلہ دیش کی جنگ کے دوران دو سال تک جنگی قیدی بھی رہے۔ مرحوم نماز باجماعت کے پابند، بڑے ملنسار، مہمان نواز اور اچھے اخلاق کے مالک، خلافت کے مطیع اور فرمانبردار اور نظام جماعت کے لیے بڑی غیرت رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(2) مکرم مشتاق احمد عارف صاحب المعروف آرے والے
ابن مکرم تاج دین صاحب
(فیکٹری ایریا۔ربوہ)

۴/اکتوبر ۲۰۲۵ء کو ۸۷ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم تاج دین صاحب کے ذریعہ ہوا جنہوں نے ۱۹۵۲ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے دستِ مبارک پر بیعت کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند ایک نیک، نرم دل، باوفا اور دیندار انسان تھے۔ آپ نے پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی عبادت، شکرگزاری اور خدمتِ خلق میں گزاری۔ آپ کو قرآن پاک سے گہری محبت تھی۔ روزانہ باقاعدگی سے تلاوت کرتے اور آخری چند پارے زبانی یاد تھے۔ آپ کی زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی جاری رہتا اور اپنے اہلِ خانہ کو بھی ہمیشہ صبر اور شکر کی تلقین کرتے تھے۔ خلافت سے محبت اور وفاداری آپ کی زندگی کا اہم پہلو تھا۔ جماعتی نظام سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور چھ بیٹیاں شامل ہیں۔

(3) مکرمہ بشریٰ خانم صاحبہ
اہلیہ مکرم عبد العزیز صاحب مرحوم
(فیکٹری ایریا ربوہ۔حال ٹاؤن شپ لاہور)

۲۹/اگست ۲۰۲۵ء کو ۷۱ سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ حضرت میاں یار محمد صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی تھیں۔ مرحومہ نماز اور روزہ کی پابند، تہجد گزار، عبادت گزار، صابرہ وشاکرہ، بڑی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہرا اخلاص کا تعلق تھا اور ہمیشہ بچوں کو بھی خلافت سے جوڑنے کی کوشش کرتی رہتیں۔ مرحومہ نے نصرت گرلز ہائی سکول ربوہ میں چالیس سال تدریس کے فرائض انجام دیے۔ آپ کے سب شاگرد، رفقائے کار اور عزیز و اقارب آپ کی خوش اخلاقی، سادگی، ایثار اور درگزر کی گواہی دیتے ہیں۔ مرحومہ نے بیماری میں بھی صبر اور شکر کا دامن نہیں چھوڑا۔ چندوں میں باقاعدہ تھیں اور ہمیشہ فکر مند رہتیں کہ تمام چندے ادا ہو جائیں۔ تعلیم کی بڑی شوقین تھیں۔ خاندان اور محلہ کے بچوں کو قرآن کریم بھی پڑھاتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

رشی نگر (کشمیر) میں جلسہ یوم مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ رشی نگر میں 23/مارچ 2026ء یوم مسیح موعودؑ قدیمی جامع مسجد میں بعد نماز عصر مکرم خورشید احمد میر صاحب امیر جماعت احمدیہ رشی نگر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جلسہ کا آغاز حسب دستور تلاوت کلام پاک سے ہوا جو مکرم دانش قدیر گنائی صاحب نے کی۔ اس کے بعد دس شرائط بیعت مکرم ناصر احمد میر صاحب زعیم انصاراللہ نے پڑھ کر سنائے۔ مکرم گلزار احمد گنائی صاحب نے نظم پیش کی۔ جلسہ کی پہلی تقریر مکرم محمد اسحاق گنائی صاحب سیکرٹری اصلاح وارشاد نے بعنوان سیرت حضرت مسیح موعودؑ پر کی۔ دوسری تقریر مکرم طاہر احمد گنائی صاحب نے بعنوان حضرت مسیح موعودؑ کا عشق رسول پر کی۔ اس کے بعد ترانہ مکرم مدثر مسعود گنائی صاحب اور اُن کے ساتھی نے پیش کیا۔ تقریر سوم مکرم طاہر مشتاق میر صاحب نے بعنوان ختم نبوت کا تصور پر کی۔ آخر پر صدر جلسہ مکرم خورشید احمد میر صاحب امیر جماعت احمدیہ رشی نگر نے صدارتی خطاب و دعا کے ساتھ اس جلسہ کا اختتام فرمایا۔ اس جلسہ میں شاملین کے لئے تواضع کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔

(مبارک احمد گنائی سیکرٹری اشاعت رشی نگر، کشمیر)

اخبار بدر خود بھی پڑھیں
اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہورہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کرواکر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ۔ (ادارہ)

ایڈیشنل نظارت اصلاح وارشاد نورالاسلام کے تحت

درج ذیل فری نمبر پر فون کرکے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کرسکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

Love for All Hatred for None
99493-56387
Prop:Muhammad Saleem
MASROOR HOTEL
TEA,TIFFIN,MEALS,CHICKEN-BIRYANI,FAST-FOOD AVAILABLE HERE
Near Naidu Petrol Pump, Khammam Rd. Warangal (Telengana)
طالب دعا: محمد سلیم (ضلع نائب امیر جماعت احمدیہ ورنگل، تلنگانہ)

اعلان نکاح از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 28/مارچ 2026ء بعد نماز عصر بمقام مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 08 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

(1) مکرمہ درثمین عزیز صاحبہ بنت مکرم وقاص بن سعد سید صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم جاذب احمد عزیز صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم نعیم احمد عزیز صاحب

(2) مکرمہ فائزہ رحمان صاحبہ بنت مکرم حبیب الرحمان صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم راجہ مشہود احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم راجہ مسعود احمد صاحب مرحوم (یوکے)

(3) مکرمہ باسمہ احمد ابڑو صاحبہ بنت مکرم شریف احمد ابڑو صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم رواح الدین احمدی صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم وسیم الدین احمدی صاحب (یوکے)

(4) مکرمہ رمشا بیگ صاحبہ بنت مکرم وحید احمد بیگ صاحب مرحوم (یوکے) ہمراہ مکرم سرمد اقبال صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم صوفی ظفر اقبال صاحب (یوکے)

(5) مکرمہ شافیہ سلیم صاحبہ بنت مکرم سلیم احمد خان صاحب مرحوم (کینیڈا) ہمراہ مکرم کامران ظفر اللہ صاحب ابن مکرم محمد ظفر اللہ صاحب (کینیڈا)

(6) مکرمہ حرا احمد ریحانہ صاحبہ بنت مکرم اشتیاق احمد چوہدری صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم جمال احمد شیخ صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم خورشید احمد شیخ صاحب مرحوم (جرمنی)

(7) مکرمہ ماریہ احمد نعیم صاحبہ بنت مکرم کلیم احمد نعیم صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم مبارز بن احمد صاحب ابن مکرم حافظ مبارک احمد صاحب (یوکے)

(8) مکرمہ ماہرہ محمد صاحبہ بنت مکرم داؤد محمد صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم فاران بن احمد صاحب ابن مکرم حافظ مبارک احمد صاحب (یوکے)

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین ودنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

GRIP HOME
PROPERTY MANAGEMENT
Mohammed Anwarullah
Managing Partner
+91-9980932695
#4, Delhi Naranappa Street
R.S. Palya, Kammanahalli
Main Road, Bangalore - 560033
E-Mail : anwar@griphome.com
www.griphome.com

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

KONARK
Nursery
Hyderabad
MUZAMMIL AHMED
Mobile: +91 99483 70069
konarknursery@gmail.com
www.facebook.com/konarknursery
www.konarknursery.com
Plants for Seasons & Reasons...
Cactus . Seculents . Seeds
Landscaping – Rental Plants – Exports – Imports

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ
بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2026-28 Vol. 75 Thursday 23 April - 2026 Issue. 17

ACT. MANAGER
ATHAR AHMAD SHAMIM
Mobile : +91 99153 79255
e-mail:managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سچائی کے حوالہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیّبہ کا ایمان افروز تذکرہ

آج ہر احمدی کا فرض ہے کہ اپنی سچائی کے معیار کا جائزہ لے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 17/اپریل 2026ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سورت یونس کی آیات ۱۷ اور ۱۸ کی تلاوت فرمائی جس کے بعد فرمایا: ان آیات کا ترجمہ یہ ہے کہ اور تُو انہیں کہہ کہ اگر اللہ کی یہی مشیت ہوتی کہ اس کی جگہ کوئی اور تعلیم دی جاتی تو مَیں اسے تمہارے سامنے پڑھ کر نہ سناتا اور نہ وہ تمہیں اس تعلیم سے آگاہ کرتا۔ چنانچہ اس سے پہلے مَیں تم میں ایک عرصہ دراز گزار چکا ہوں کیا پھر بھی تم عقل سے کام نہیں لیتے۔ پھر تم ہی بتاؤ کہ جو اللہ پر بہتان باندھے یا اس کے نشانات کو جھٹلائے اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا۔ غرض یہ یقینی بات ہے کہ مجرم لوگ کامیاب نہیں ہوتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کا ذکر ہو رہا ہے۔

آج آپؐ کے خُلق صداقت، سچائی، راستبازی کے بارے میں ذکر ہوگا۔

آپؐ کی سیرت کے واقعات میں آپؐ کی صداقت کی اعلیٰ ترین مثالیں ملتی ہیں۔ دشمن بھی آپؐ کی راستبازی کے اعلیٰ ترین معیار کا اقرار کیے بنا نہیں رہ سکتا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو بھی یہی نصیحت فرمائی ہے کہ سچائی کے اعلیٰ ترین معیار قائم کرو۔ پس **آج اس حوالے سے ہم سب کو اپنے اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ یہ سچائی کے اعلیٰ ترین معیار ہی ہیں جو ہماری زندگی کے ہر لمحے میں کامیابی کی ضمانت ہیں اور اسی طرح ہمارے لیے تبلیغ کے راستے بھی کھولنے والے ہیں۔**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی کا تذکرہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دیکھتے ہیں کہ آپؐ کے دشمنوں نے بھی اقرار کیا کہ آپؐ صادق و امین تھے اور انہوں نے کوئی الزام نہ لگایا۔ دشمن نے بھی آپؐ کی صداقت اور پاکیزگی کی شہادت دی۔

فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ کون سی چیز تھی جو مخالفین پر اثر کرتی تھی۔ وہ قرآن کریم سے ابتداء میں متاثر نہیں ہوئے بلکہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی زندگی تھی آپؐ ان میں رہے آپؐ کی دیانت، راستبازی اور ہمدردی خلائق اور ایثار تھا جو اُن پر اثر کر رہا تھا۔ دعویٰ سے پہلے آپؐ انہیں شرک سے منع نہیں کرتے تھے کیونکہ حکمِ خداوندی نہ تھا مگر آپؐ خود مشرک نہ تھے۔ پس آپؐ کے طور طریقے کی خوبی ہی تھی جس کا اثر تھا اور یہ اثر اندر ہی اندر کھاتا جاتا تھا۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ، نبی آخر الزمان جو سید المتقین تھے کو انواع و اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی طرح داغِ ہجرت آپؐ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح و نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔ سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیز گار ہوتا ہے آسمان سے اُس کے لیے مدد نازل ہوتی ہے۔ اس طرح آسمانی فیصلے سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے ہیں۔

فرمایا: اللہ جلّ شانہٗ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ وانک لعلی خلق عظیم یعنی تُو ایک بزرگ خُلق پر قائم ہے۔ یعنی تمام قسمیں اخلاق کی …… تجھ میں جمع ہیں۔ غرض جس قدر انسان کے دل میں قوتیں پائی جاتی ہیں ……تمام طبعی حالتیں عقل اور تدبر کے مشورے سے اپنے اپنے محل پر ظاہر کی جائیں گی تو ان سب کا نام اخلاق ہوگا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچائی کو دنیا میں پھیلانے کے لیے آئے تھے اس لیے مختلف مواقع پر آپؐ نے اپنے ماننے والوں کو بھی سچائی اختیار کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔

ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تم پر سچ فرض ہے کیونکہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنّت کی طرف لے جاتی ہے۔ کوئی شخص مسلسل سچ بولتا ہے اور سچ کی جستجو میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک صدیق لکھا جاتا ہے۔ تم لوگ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بدکاری کی طرف لے جاتا ہے اور بدکاری آگ کی طرف لے جاتی ہے۔ آدمی جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے نزدیک کذاب لکھا جاتا ہے۔

ایک اَور موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ بے شک جھوٹ کسی حال میں درست نہیں، نہ سنجیدگی میں اور نہ مذاق میں۔ نہ یہ کہ کوئی شخص اپنے بچّے سے وعدہ کرے اور اسے پورا نہ کرے۔

علامہ رازیؒ سورۃ التوبہ آیت ۱۱۹ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ مَیں ایسا شخص ہوں جو چاہتا ہے کہ وہ اپنی برائیوں سے بچے لیکن مجھ میں شراب، چوری، زنا اور جھوٹ کی عادتیں بہت زیادہ پائی جاتی ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ آپؐ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔ مجھ میں پوری طاقت نہیں کہ مَیں ان سب کو چھوڑ سکوں۔ اگر آپؐ ایک پر قناعت کریں تو مَیں آپؐ پر ایمان لے آؤں گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم جھوٹ کو چھوڑ دو۔ اس نے جھوٹ چھوڑنے کا قول کر لیا اور مسلمان ہو گیا۔ پھر جب وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے نکلا تو اسے ان تمام برائیوں کے مواقع پیش آئے اور اس خیال سے کہ اگر وہ ان برائیوں میں آلودہ ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اسے سچ بولنا ہوگا اور اس طرح وہ ان سب برائیوں سے بچتا چلا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کو جب آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دعویٰ نبوت پہنچا تو آپؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی کہ مجھے آپؐ کے متعلق ایک بات پہنچی ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ اے ابوبکر! تمہیں میرے متعلق کیا بات پہنچی ہے؟ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا یہی کہ آپؐ لوگوں کو اللہ کی توحید کی طرف بلاتے ہیں اور آپؐ کہتے ہیں کہ آپؐ اللہ کے رسول ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! میرے خدا نے مجھے بشیر اور نذیر بنایا ہے اور مجھے ابراہیم کی دعا بنایا ہے اور مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ اللہ کی قسم! مَیں نے کبھی آپؐ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ آپؐ اپنی امانت کی عظمت، صلہ رحمی اور اچھے اعمال کی وجہ سے نبوّت کے زیادہ حق دار ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ مَیں آپؐ کی بیعت کروں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک آگے کیا اور حضرت ابوبکرؓ نے آپؐ کی بیعت کی۔

حضرت خدیجہؓ نے آغازِ نزولِ وحی کے موقعے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امانت و صداقت پر جو عظیم الشان کلمات فرمائے ان کا ذکر کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعودؑ فرماتے ہیں غور کرو کہ پچپن سالہ بی بی، آپؐ کی ہم شہر، ہم قوم جو پندرہ سال سے آپؐ کے بیاہ میں ہے، کیا گواہی دیتی ہے۔ خدیجہ کی گواہی ایسے وقت میں جب آپؐ غمگین اور مضطرب تھے، غور کے قابل ہے۔ اگر آپؐ میں یہ صفات نہ ہوتیں تو خدیجہ کا بیان اُس وقت ہرگز تسلی بخش نہ ہوتا۔

شعبِ ابی طالب میں جب محصوری کا تیسرا سال ہونے کو آیا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر اپنے چچا ابوطالب کو اطلاع دی کہ بنو ہاشم کے بائیکاٹ کا جو معاہدہ خانہ کعبہ میں لٹکایا گیا تھا اس کی ساری عبارت کو اللہ کے ذکر کے سوا دیمک کھا گئی ہے۔ حضرت ابوطالب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول پر ایسا یقین تھا کہ انہوں نے اپنے بھائیوں سے اس بات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آج تک مجھ سے جھوٹ نہیں بولا۔ چنانچہ وہ اِن کے ساتھ سردارانِ قریش کے پاس گئے ان سے کہا کہ میرے بھتیجے نے مجھے یہ بتایا ہے اور اس نے مجھ سے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ پس اگر میرا بھتیجا سچا نکلا تو تمہیں اپنے بائیکاٹ کے فیصلے سے پیچھے ہٹنا ہوگا اور اگر وہ جھوٹا نکلا تو مَیں اسے تمہارے حوالے کر دوں گا۔ چاہو تو اسے قتل کرو چاہو تو زندہ رکھو۔ جب معاہدے کو دیکھا گیا تو وہ ایسے ہی تھا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ چنانچہ قریش اپنی قوم کے سامنے شرمندہ ہو گئے۔

ایک موقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مَیں مزاح ضرور کرتا ہوں مگر اس میں بھی صرف سچی بات کرتا ہوں۔ اسی طرح فرمایا کہ ہلاکت ہے اُس شخص پر جو بات کرتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے تا کہ اس کی وجہ سے لوگ ہنس پڑیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ **آج ہر احمدی کا کام ہے کہ ہم اپنے جائزے لیں کہ ہمارے سچائی کے معیار کیا ہیں اور جو کمزوریاں ہیں انہیں ہم نے دور کرنا ہے۔**

خطبے کے اختتام پر حضورِ انور نے محترمہ شاہدہ احمد صاحبہ اہلیہ مرزا نسیم احمد صاحب کی نمازِ جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ مرحومہ گذشتہ دنوں ۹۱ سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی نواسی، حضرت نواب عبداللہ خان صاحبؓ اور حضرت صاحبزادی امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔ حضورِ انور نے مرحومہ کی مغفرت اور بلندی درجات کے لیے دعا کی۔

☆……☆……☆

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad